UNIVERSAL LIBRARY
OU_224739
UNIVERSAL LIBRARY

اردو رسالہ

نکات

علم بیان و معانی

موسوم بہ

تحفۂ عثمانی

مرتبہ

افصح الفصحا سلطان الشعرا۔ کامل الفن حکیم الہیات سخن۔
لسان القوم جناب علامہ مولوی شاہ سید ابراہیم صاحب المعروف بہ مولانا
غفور صاحب مہتمم دفتر آبپاشی تعمیرات عامہ سرکار عالی مصنف سوانح سیف اللہ رضہ وغیرہ

جسکو مالک مطبع نے اپنے مطبع نور دکن مین چھپوایا

قیمت فی جلد ۸ /

یا اعراب سے بحث نہین مثلاً بلا حلی ۔ کاجل ۔ چھن چھن ۔ یا چھم چھم ۔ مالا سا ۔ بلبل ۔ افعی ۔ مشفق یہ سب کے سب فعلن کے وزن پر ہین
یا بالفعل ایک دو شعر کی تقطیع کر کے دیکھلو اور اسی پر دوسرے بحور کا قیاس کر لو ۔ مثلاً یہ شعر ؎ منظور علاج روشنی ہے ٭
مطلوب گل بکاولی ہے ۔ اسکی تقطیع یون ہے ۔ منظور ۔ مفعول ۔ علاج رو ۔ مفاعلن ۔ شنی ہے ۔ فعولن ۔ مطلوب ۔ مفعول ۔
گل بکا ۔ مفاعلن ۔ ولی ہے ۔ فعولن ۔ اور اسیطرح ؎ خداوندا ۔ مفاعیلن ۔ کریما ۔ مفاعیلن ۔ دشاہا ۔ فعولن ۔ اور اسی طرح
کرون پہلے توحید یزدان رقم ۔ فعولن فعولن فعولن فعل ۔
مشہور وزن رباعی کا یہ ہے ۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ ۔ مگر اوزان رباعی کے بہت ہین ۔
مشہور اوزان مثنویون کے یہ ہین ۔ (۱) فعولن فعولن فعولن فعل ۔ (۲) فعول فعول فعول فعول ۔ (۳) مفعول مفاعلن فعولن (۴)
مفاعیل مفاعیل فعولان (۵) فاعلات مفاعل فعلن (۶) فاعلات ۲ بار فاعلن ایکبار ۔ مفتعل مفتعل فاعلان ۔ غرض بحور کے
نام اور اوزان سے پوری وقفیت حاصل کرنی ہو تو کوئی علم عروض کا رسالہ پڑھو ۔

مثنوی کا آغاز حمد و نعت سے کرتے ہین پھر سلطان وقت کی تعریف ۔ پھر تالیف اور تصنیف کا اصلی سبب اسکے بعد قصہ
شروع کر کے دعا پر خاتمہ کرتے ہین ۔ مثنویات متعدد اور مشہور ہین دیکھ لو ۔ مگر مین کن مثنویون کا نام لون ۔ دیدہ و دانستہ
نا مہذب تالیفات کے مطالعے کی ترغیب بھی تو گناہ ہے کیونکہ انمین بہت کم ایسی ہین جنمین حمد و نعت اور پندو نصائح ہون ۔

قصیدہ ۔ ۱۲ شعر سے کم نہین ہوتا ۔ اسکے اشعار کی حد نہین جسقدر جی چاہے لکھو ۔ یہ کسی کی تعریف و مدح مین لکھا جاتا ہے
خواہ بزرگان دین کے مدح مین ہو یا بادشاہ و امراے وقت کی تعریف مین ۔ اسکی ابتدا ایک فرضی تمہید سے کرتے ہین
اسکا نام تشبیب ہے ۔ اسکے بعد گریز کر کے ممدوح کے صفات کو بیان کر کے اپنا مطلب ادا کرتے ہین اسی کا نام حسن طلب ہے
اور قصیدہ ہمیشہ اپنے ممدوح کی دشمنون کے بددعا پر ختم ہوا کرتا ہے ۔ ذوق کے قصاید کا مطالعہ کرو ۔

قطعہ بند ۔ اسمین اور غزل مین اسقدر فرق ہے کہ غزل کا ہر شعر مختلف مضمون کا ہوتا ہے اور قطعہ کے تمام اشعار از اول
تا آخر ایک ہی مطلب و مضمون پر حاوی ہوتے ہین اور قطعہ مین مطلع نہین ہوتا ۔ مثلاً ؎ نکر عوض مرے جرم و گناہ بیحد کا ٭
الٰہی تجھکو غفور الرحیم کہتے ہین ٭ کہین کہین نہ عدو دیکھکر مجھے محتاج ٭ یہ اونکے بندے ہین جنکو کریم کہتے ہین ۔

رباعی کے چار مصرعے ہوتے ہین جسکا مشہور وزن آگے ذکر کیا گیا ۔ مثلاً ؎ از بس ہے مرا کلام بیحد مشکل ٭ سن سنکے
اسے سخنوران کامل ٭ آسان کہنے کی کرتے ہین فرمایش ٭ گویم مشکل و گر نہ گویم مشکل ۔

مثلث جسکے تین مصرعے ہوتے ہین جیسے ؎ کسی پر ہمارا اجارہ ہو گیا ٭ دیا بھی بجھا نا دیا بھی بجھا ٭ فقیرانہ ہم تو صدا کر چلے ۔

مربع کے چار مصرعے ہوتے ہین مگر وزن رباعی کا نہین ہوتا اسی طرح مخمس کے ۵ مسدس کے ۶ اور مثمن کے ۸ مصرعے

ہوتے ہین اور جسقدر جی چاہے مشترک بڑہا لو جسکے دس مصراع ہون ۔

تضمین اسکو کہتے ہین جو کسی شاعر کے غزل پر مصراع لگا دئے جائین ؎ غالب اپنا یہ عقیدہ ہے بقول ناسخ ؛ آپ بے بہرہ ہے جو معتقد میر نہین ۔ اگر تضمین کا لطف حاصل کرنا ہو تو مخمس حبیب لیکر پڑہو ۔ یا مولف کی تضمین بر غزل حضور بندگانعالی ۔

گرہ لگانا کسی شعر کے مصرع اول یا دوم پر مصرع ثانی یا اولی لگانا جس سے ایک معنی خاص پیدا ہون جو اصل مصنف کے ذہن و گمان مین نہ تھے ۔ مثلاً روبرو ہووے ترے کیا آفتاب ۔ اسکی گرہ دیکھو ؎ دور ہی سے بیدمجنون کا ہے جا روبرو ہووے ترے کیا آفتاب ۔

ترجیع بند ۔ ایک مشہور شعر کو ٹیپ مقرر کرکے اسپر بہ تبدیل ردیف و قافیہ غزل کے طور پر اشعار لگاتے جائین اسطرح پر کہ اوپر کے اشعار کا مضمون ٹیپ سے موافق ہو جائے ۔ مثلاً وہ مشہور ترجیع بند جو لڑکون کے نصاب الصبیان کریما نام حق وغیرہ کے مجموعے مین موجود ہے ۔ کہ کشتیان دل مبین جز دوست ؛ ہر چہ بینی بدانکہ مظہر اوست ۔ ملاحظہ ہو

شہر آشوب ۔ اسکو کہتے ہین کہ شاعر بطور مخمس یا مسدس کے اپنے وقت کی بیدادیون کی ہجو کرے ۔

ذوالقافیتین یعنے ایسا شعر جسمین دو قافیے ہون مثلاً ؎ کیا بتا سمین ہے نقصان ترا ؛ ارے نادان کہا مان مرا ۔ مثال مین قافیون کی ؎ آجلد کہ اب عاشق ہیجان مین نہین تاب ؛ اور نام کو باقی نہین مژگان مین کہین آب ۔ اور کبھی دو قافیون کے درمیان مین ردیف بھی لاتے ہین مثلاً ؎ جا بجا نالہ ستان ہم ہوتے ؛ اشک خونی سے جہان ہم روتے ۔

ذوالبحرین ۔ ایسا شعر ہو جو دو بحرون مین پڑہا جاے مثلاً ؎ تجربے سے مین اب کیا کہون آئے بیوفا ؛ گذری جو کچھ گذرنی جو تھا ہو چکا ۔ (۱) مفتعلن ۲ بار فاعلن ۱ بار (۲) فاعلات ۲ بار فاعلن ۱ بار ۔

ذواللسانین ۔ ایسے اشعار جسمین دو مختلف زبانین ہون ۔ مثلاً یکایک از دل و دو چشم جادو بصد فریبم ببرد تسکین ؛ کسے پڑی ہے جو جا سناوے پیارے پیو کو ہماری بتیان ۔

پہیلی ۔ وہ جو شاعر بطور بوجہے کے کچھ پوچھے مثلاً ؎ بیسون کا سر کاٹ لیا نا مارا نا خون گیا ۔ یعنے ۲۰ ناخن ۔

واسوخت ۔ وہ مسدس جسمین اپنے معشوق کے وصال اور پھر فراق کا حال بیان کیا ہو ۔ مثلاً واسوخت امانت و امیر و رضا وغیرہ مشہور ہین دیکھلو ۔ مگر ایسے اعمال سے بچتے رہو ۔

تاریخ گوئی ۔ یہ اصطلاح ہے کہ اعداد ابجدی کے کسی مصرع یا شعر کے حروف کے اعداد اگر جمع کرلئے جائین تو سنہ واقعہ نکلتا ہے اگر کسی مصرع یا شعر کے حروف کے اعداد مین کمی واقع ہوتی تو کوئی حرف خارجا بھرتی کرکے عدد کو پورا کرتے ہین مثلاً اگر ایک کی کمی ہو تو از سر انبساط کہہ کے الف داخل کرتے ہین اسیطرح اگر عدد زیادہ ہو جائین تو کسی حرف کو خارج

بھی کرتے ہین مثلاً دشمن کا سر کاٹ کر ہنسے یون کہا یعنے ہم کم کردیا تو پہلے کو تعمیہ کہتے ہین دوسرے تو تخرجہ. مگر
عمدہ بات یہ سمجھی گئی ہے کہ بغیر تعمیہ و تخرجہ کے سالم مصرع مین مادۂ تاریخ نکلے جیسے ہذا بیت الصمد. مسجد کی تاریخ ہے.
اور بعض صاحب فن ایسے با مذاق اور صاحب تمیز گذرے ہین کہ ان کا تعمیہ تخرجہ کرنا بھی ایک عمدہ ہنر معلوم ہوتا
ہے. مثلاً ایک حسین عورت باؤلی مین جو غرق ہوگئی تو اسکی تاریخ ایک حسن پرست سحر بیان نے یون لکھی کہ. غوطہ زد
در چشمۂ کوثر حور. یعنے چشمۂ کوثر مین حور کو غوطہ دو تو ۱۲۸۴ سنہ وصال واقعہ نکل آیگا.
اسی طرح مومن خان نے تاریخ کہی ہے ۵ نال کٹنے تک کے ساتھ ہاتف نے لکھی تاریخ دختر مومنا. یعنے دختر مومن سے نال کے
اعداد کاٹ دو تو تاریخ تولد حاصل ہو. اس فن کی پوری حقیقت معلوم ہونے کے لئے فن تاریخ کا کوئی رسالہ دیکھو.
سجع. اسکو کہتے ہین کہ کسی جملے یا شعر مین کسی کا نام نکالا جائے مگر مطلب اس جملے یا شعر کا اور ہو اور پھر نام کا نام بھی
حاصل ہو جیسے وقت مشکل کے میان نام محمد کا لے. ایضاً چینی مین لکھ کے نام نبی تو پیلے. یہ شیخ پیلے اور محمد کالے
کے نامون کا سجع تھا. محمد اشرف کا سجع. انبیا جملہ شریف اند محمد اشرف. مگر عمدہ سجع وہ ہے کہ جسمین حروف روابط
است ہست اند وغیرہ نہون جیسے محمد وزیر کا سجع. خدا بادشاہ و محمد وزیر. اور حافظ احمد یار کا سجع. اللہ حافظ احمد یاد.

طرز سخن

اب صرف ایک بات بیان کرنے کے قابل رہگئی ہے وہ کیا. ادا. یعنے طرز ادائے کلام. اسبارہ مین لوگون کے مذاق
مختلف ہین. مثلاً کم استعداد لوگ یعنے عوام الناس کل کے کل لفظ پرستی اور رعایت لفظی پر مرتے ہین بقول میرے لائق
دوست ناظم صاحب کے کہ اگر بغل کا ذکر آوے تو بغل کے بال بھی ساتھ ہی دکھائے جائین. اس طرز مین امانت لکھنوی استاد
ہے. اور بعض لوگ معاملہ بندی کو پسند کرتے ہین یعنے شعر کے پڑھتے وقت وقوع واقعہ کی کیفیت روبرو ہو جاوے.
اور واقعی یہ بہت بڑے قلم کے دھنی کا کام ہے مثلاً وہ قطعہ آسکی پوری پوری مثال ہے جسکا اخیر شعر یہ ہے. ۵ سچ
اسوقت ہم سلام کرین قبلہ آپ کو. آوے اگر خیال عذاب و ثواب کا. چونکہ نامہذب ہے اسلئے ذکر کیا گیا. اور اکثر فاضل لوگ
مضمون بندی کو پسند کرتے ہین جیسے ذوق اور غالب کا دیوان. بعض لوگون کو شوکت الفاظ پسند ہے اور بعضون کو
روزمرہ بول چال کی شاعری جیسے دبیر و انیس کا کلام. بہرحال یہ بات شاعر اور مقرر کے مذاق و استعداد پر
موقوف ہے. اور عمدہ واعظ. لایق مقرر. سحر بیان شاعر وہی ہے جو سامعین کے دلون کو اپنے کلام سے مسخر کرلے
اور بیان کی ہوا ہوا تصویر کھینچ کر بتلا دے مگر اب مشکل یہ ہے کہ ہماری اردو زبان مغربی خیالات سے معمور ہوتی جاتی ہے
پس آیندہ مشرقی تک بندی بکار آمد نہ ہوگی. ہمارے لایق نوجوانون کو لازم ہے کہ نری تک بندی سے احتراز کرین

اور واقعات صحیحہ کے فوٹو اوتارنے کے لئے معلومات وسیعہ کے آلات اور مصالحہ کا ذخیرہ جمع کرین. جو انسان کہ دنیا مین آکر انسان بننے کی کوشش نکرے اسکے وجود مین اور حشرات الارض کے وجود مین کوئی فرق نہین ہے اسلئے کہ کھانے پینے عشرت وعیش توالد وتناسل موت اور حیات مین انسان وحیوان مین کوئی فرق نہین. مگر ہان عقل خداداد سے بنی نوع کو نفع پہونچانا البتہ انسانیت ہے.

ضمیمہ

چونکہ قواعد تذکیر وتانیث الفاظ اردو کے رسایل مع نظایر اشعار اساتذہ اہل زبان مع مستثنیات مدون ہوکر بعد طبع شایع ہو چکے ہین اور انکا ملنا محال بھی نہین ہے پس طلبا کو چاہیے ان رسایل کا مطالعہ کرین لیکن اس فقیر خاکسار نے بھی بغرض آسانی طلبا چند منتخب قواعد کو جمع کر کے رسالہ ہذا کا ضمیمہ کر دیا ہے انکو ضبط ذہن کرین تاکہ معلومات مین وسعت حاصل ہو.

اطلاع. ہنوز صدہا نکات متعلق بہ زبان اردو جمع وتالیف کئے جانے کے قابل ہین. جن پر شدہ شدہ توجہ کی جائیگی. اسی غرض کے لئے مولف خاکسار دیگر زبانون کے ادبیہ کتب کا مطالعہ اور نکات کا انتخاب کر رہا ہے. بعد کامل انتخاب ونظر ثانی کے ان کی اشاعت کی جائیگی.

خاتمہ ۔ الفاظ کی تذکیر و تانیث کے قواعد مین

اب مین مجمل طور پر تذکیر و تانیث الفاظ کے قواعد کلیہ بیان کرتا ہون ۔ اور ہر ایک قاعدہ کے آخر مین چند الفاظ قاعدۂ مقررہ کے خلاف مستثنیٰ بھی لکھے جائینگے اس سے یہ نہ خیال کرنا کہ مستثنیات اتنے ہی ہین بلکہ ممکن ہین کہ اور بھی ہون

قاعدۂ (۱) مذکر حقیقی اور مونث حقیقی کے اسما کی تذکیر و تانیث مین کوئی دشواری پیش نہین آتی کیونکہ اگر مسمیٰ مذکر ہے تو اسم بھی مذکر ہوگا اور مسمّیٰ مونث ہے تو اسم بھی مونث ہوگا خواہ یہ اسما معنی اول کے لحاظ سے مذکر ہون خواہ مونث یعنے اگر کسی مرد کا نام (برق) رکھا جائے تو اب لفظ برق اس لحاظ سے ایک مذکر حقیقی کا نام ہے مذکر بولا جائیگا ۔ ایسا ہی اگر کسی مونث حقیقی کا نام خورشید رکھا جاے تو اب لفظ خورشید بلحاظ مسمّیٰ مونث بولا جائیگا لیکن جب یہ دونون لفظ اپنے پہلے معنی مین مستعمل ہونگے تو برق کو مونث بولینگے اور خورشید کو مذکر ۔ حیوانون کے نام جنکے نر و مادہ پہچانے جاتے ہین وہ بھی اسی قاعدہ کے تحت مین ہین ۔ یہ بات اکثر چرند مین پائی جاتی ہے اور پرند مین چونکہ اکثر نر و مادہ ممیز نہین ہوتے ہین وہ اگرچہ مادہ بھی ہون تو بسبب سماعت اکثر مذکر بولے جاتے ہین مثلاً تیتر ۔ باز ۔ چغد ۔ گدہ وغیرہ مگر بٹیر مونث ہے ۔

قاعدہ (۲) اللہ جل شانہ کے تمام نام مذکر ہین ۔

قاعدہ (۳) فرشتے اگرچہ مذکر حقیقی نہین ہین مگر اُنکے تمام نام جیسے جبرئیلؑ ۔ میکائیلؑ ۔ رضوان ۔ مالک اور اُنکے اسماے جنس جیسے ملک ۔ فرشتہ ۔ سروش مذکر ہین ۔

قاعدہ (۴) آسمان کے تمام نام جیسے فلک ۔ چرخ ۔ گردون ۔ سما مذکر ہین ۔

قاعدہ (۵) بروج اور منازل قمر اور ستارون کے نام مذکر ہین ۔ مگر زہرہ ۔ ناہید ۔ مشتری ۔ برجیس ۔ کہکشان ۔ نبات النعش مونث ہین ۔

قاعدہ (۶) بحر شور کے نام جیسے محیط ۔ بحر عمان سمندر مذکر ہین اور ندیون کے نام جیسے گنگا ۔ جمنا ۔ نربدا ۔ نیل وغیرہ مونث ہین

قاعدہ (۷) ہوا کے نام جیسے صبا ۔ سموم ۔ نسیم ۔ باد ۔ آندھی ۔ پروا ۔ پچھوا ۔ مونث ہین ۔

قاعدہ (۸) شہرون اور قصبون کے نام جنکی ترکیب لفظ آباد یا گڈہ کے ساتھ ہے جیسے اکبرآباد ۔ اورنگ آباد ۔ حیدرآباد ۔ علی گڈہ ۔ آسیرگڈہ مذکر ہین ۔

قاعدہ (۹) الفاظ سہ حرفی جنکے آخر مین الف ہو جیسے دعا ۔ جفا ۔ وفا ۔ ضیا ۔ مونث ہین مگر چند الفاظ جیسے لوا ۔ طلا ۔ عصا ابا ۔ دیا ۔ جوا ۔ توا ۔ پتا ۔ بھلا ۔ برا ۔ اور بہا بمعنی قیمت مذکر ہین ۔ مثالہ آتش قلب ماہیت ارباب صفا کرتی ہے قدر ۔ عدم آب سے ارزان ہو بہا گوہر کا ۔ لفظ غذا قاعدۂ ثانیہ سے اور بہا قاعدہ اصلی سے اور سہا پانچوین قاعدہ سے متعلق ہے ۔

قاعدہ (۱۰) الفاظ چار حرفی و پنج حرفی وغیرہ جنکے آخر مین الف ہو جیسے سہرا ۔ دریا ۔ کوٹھا مذکر ہین مگر چند الفاظ جیسے

کیمیا۔ آسیا۔ سیما۔ صہبا۔ دنیا۔ پروا اور پوجا مونث ہین۔ ابتدا۔ انتہا۔ التجا وغیرہ مصادر کا حال مصادر کی تذکیر و تانیث کے بیان مین معلوم ہوگا۔ لعد گنگا اور جمنا وغیرہ ندیون کے نام چھٹے قاعدہ سے متعلق ہین۔

قاعدہ (۱۲) جن کلمات کے آخر مین لفظ آب ہو جیسے سیلاب۔ تالاب۔ گرداب۔ سیماب مذکر ہین۔

قاعدہ (۱۳) جن الفاظ کے آخر مین تای ساکن ماقبل مفتوح رہے۔ جیسے شرکت۔ قدرت۔ قوت عظمت مونث ہین مگر قامت کو بعض شعرا نے مذکر اور بعض نے مونث باندھا ہے اور خلعت۔ شربت۔ رایت مذکر ہین۔

قاعدہ (۱۴) جن الفاظ کے آخر مین تای مصدر بواو معروف رہے جیسے ثبوت۔ سکوت۔ تابوت۔ یاقوت۔ موت مذکر ہین مگر باروت۔ عنکبوت وغیرہ مونث ہین۔

قاعدہ (۱۵) جن کلمات کے آخر مین لفظ زار آئے جیسے گلزار۔ بازار۔ سبزہ زار مذکر ہین۔

قاعدہ (۱۶) جن الفاظ کے آخر مین شین مصدری رہے جیسے سفارش۔ پرورش۔ خواہش مونث ہین مگر خلش کہ مذکر بھی استعمال ہوا ہے

قاعدہ (۱۷) جن الفاظ کے آخر مین شین ساکن مقدر بواو معروف رہے جیسے جوش۔ گوش۔ ہوش مذکر ہین مگر آغوش کہ مونث اور مذکر دونون طرح مستعمل ہوا ہے۔

قاعدہ (۱۸) جن کلمات کے آخر مین لفظ پوش آئے جیسے سرپوش۔ بالاپوش مذکر ہین مگر پاپوش مونث ہے۔

قاعدہ (۱۹) جن کلمات کے آخر مین لفظ دان آئے جیسے قلمدان۔ خاصدان مذکر ہین۔

قاعدہ (۲۰) جن کلمات کے آخر مین لفظ ستان آئے جیسے نخلستان۔ تابستان مذکر ہین۔ اور گلستان و بوستان بھی بمعنی باغ مذکر ہین اور بمعنی کتب مشہور مونث۔

قاعدہ (۲۱) جن الفاظ کے آخر مین واو معروف رہے اگر وہ مصادر عربی ہین جیسے علوّ۔ غلوّ۔ خلوّ۔ مذکر ہین مگر نموّ مونث ہے اور غیر مصادر بھی اکثر مذکر ہین جیسے زانو۔ گیسو۔ ابرو۔ جادو۔ آہو۔ رفو۔ وضو۔ کدو۔ آنسو۔ جگنو۔ رو۔ مو۔ کو بمعنی کوچہ اور بعض مونث جیسے بو۔ جو۔ خو۔ آرزو۔ کوکو بمعنی آواز فاختہ آبرو۔ گفتگو۔ جستجو۔ جھاڑو۔ یہان ایک کلیہ بیان کیا جاتا ہے جو یاد رکھنے کے قابل ہے۔

کلیہ انسانون کے نام کے آخر مین جو واو آتا ہے اگر مسمّی مذکر ہے تو معروف بولا جائیگا جیسے عمدو۔ شیخو اور اگر مسمّی مونث ہے تو مجہول جیسے سگو۔ گلو مگر شیخ سدو کہ یہان واو مجہول ہے مشہور و معروف ہے۔

قاعدہ (۲۲) جن کلمات کے آخر مین لفظ گاہ آئے جیسے خوابگاہ۔ درگاہ۔ بارگاہ۔ مونث ہین۔

قاعدہ (۲۳) جن الفاظ کے آخر مین ہای مختفی رہے جیسے شعلہ۔ نالہ۔ صفحہ۔ نسخہ۔ مذکر ہین مگر توبہ۔ فاختہ اور مترہ بالاتفاق مونث ہین۔ اور تسبیح لعد فاتحہ کو بعض شعرا نے مونث موزون کیا ہے اور بعض نے مذکر۔ اور دفعہ جو اکثر ایکٹون وغیرہ مین لکھی جاتی ہے مونث ہے اور زہرہ پانچوین قاعدہ کے مستثنیات سے ہے۔

قاعدہ (۲۴) جن الفاظ کے آخر مین یای معروف ہے جیسے بجلی۔ شوخی۔ مونث ہین مگر موتی۔ گھی۔ دہی۔ جی یعنی جان
واری۔ پانی۔ اخی۔ مذکر ہین اور بھائی اور ہاتی قاعدہ اولی کے تحت مین ہین اور جو دی قاعدہ پنجم سے متعلق ہے اور
مشتری اور مہی قاعدہ کے مستثنیات سے ہے اور طوطی جب ایک محاورۂ خاص مین مذکور ہوتا ہے مذکر ہے مثالہ وزیر
ہے شیشہ سبز گرم قلقل ہا طوطی ستون کا بولتا ہے۔ اور جب یعنی پرند معروف آتا ہے تو مذکر بھی بولا جاتا ہے اور مونث بھی۔

قاعدہ (۲۵) حاصل بالمصدر ہندی کی تمام قسمین مونث ہین مگر ایک قسم کہ جسکے آخر مین واو آتا ہے مانند لگاؤ۔ بہاؤ۔ بناؤ
کے مذکر ہے۔

بیان تذکیر و تانیث مصادر عربی بعض ابواب مزید فیہ

باب افعال کے مصادر جیسے اقرار۔ انکار۔ احرام۔ انعام مذکر ہین مگر اصلاح۔ افراط۔ الحاح مونث ہین۔

باب تفعیل کے مصادر جو بوزن تفعیل آتے مونث ہین جیسے تحریر۔ تدبیر۔ تعظیم۔ تقسیم مگر تعویذ کو مذکر بولتے ہین اور جو مصادر
بوزن تفعلہ آتے ہین مذکر ہین جیسے تصفیہ۔ تسمیہ۔ تعزیہ مگر جب انکے آخر مین تای فوقانی ظاہر کیجاتی ہے مونث بولے
جاتے ہین جیسے تعزیت۔ تقویت۔ تہنیت۔

باب مفاعلہ کے مصادر اگر انکے آخر مین تای فوقانی ظاہر پڑہی جاے تو مونث ہین جیسے منازعت۔ مشارکت۔ مداومت۔
اگر تای قرشت پر وقف ہو کر ہای ہوز پڑہی جاے تو مذکر ہین جیسے معاملہ۔ مشاعرہ۔ معاہدہ۔

باب تفعل کے مصادر مذکر ہین جیسے تکبر۔ تصرف۔ تکلف مگر توجہ۔ توقع مونث ہین اور ترشح مذکر بھی بولا جاتا ہے اور مونث بھی
لیکن اس قاعدہ سے وہ مصادر مستثنی ہین جو ناقص ہین انکے لئے یہ قاعدہ ہے کہ جن مصادر کے آخر مین یای تحتانی رہے
مونث ہین جیسے تجلی۔ تشفی۔ تسلی اور جنکے آخر مین الف رہے مذکر ہین جیسے تولا۔ تبرا۔ تجلا مگر تمنا مونث ہے۔

باب تفاعل کے مصادر مذکر ہین جیسے تجاہل۔ تغافل۔ تقابل مگر تواضع مونث ہے۔ اس باب کے مصادر ناقص کا بھی
وہی حال ہے جو باب تفعل کے مصادر کا تھا مثلاً تلافی۔ تعاوی مونث ہین اور تماشا۔ تقاضا مذکر۔

باب افتعال کے مصادر مذکر ہین جیسے انتخاب۔ اضطراب۔ افتخار مگر احتیاط۔ احتیاج۔ اصطلاح۔ التماس۔ اطلاع مونث ہین
ایسا ہی وہ مصادر جنکے آخر مین بعد سقوط ہمزہ الف رہے جیسے ابتدا۔ انتہا۔ التجا۔ مونث ہین۔

باب انفعال کے مصادر مذکر ہین جیسے انتشار۔ انقلاب۔ اندمال۔ انتباہ۔ انکسار۔

باب استفعال کے مصادر مذکر ہین جیسے استعمال۔ استفسار۔ مگر استمداد۔ استعداد مونث ہین۔

قاعدہ کلیہ جن الفاظ کی تذکیر و تانیث کا حال معلوم نہوا ایسے الفاظ کو مذکر استعمال کرنا افضل ہے۔

فائدہ بعض الفاظ کو قدما مذکر بولتے تھے مگر متاخرین خصوصاً اہل لکھنؤ مونث بولتے ہین جیسے آواز۔ جان۔ سیر
فکر۔ اور بعض الفاظ کو قدما مونث بولتے تھے لیکن متاخرین مذکر بولتے ہین جیسے مرقد۔ مزار اور بعض الفاظ کی تذکیر و تانیث

ہین خود اہل لکھنؤ مین باہم اختلاف ہے ازانجملہ چند الفاظ لکھے جاتے ہین - **افشان** بالاتفاق مونث ہے مگر خواجہ آتش نے مذکر موزون کیا ہے - **بلبل** ناسخ و آتش نے اُسکو مذکر و مونث دونون طرح باندھا ہے لیکن اُنکے شاگرد بلبل کو مونث ہی باندھنے لگے - **رجوع** اسکو ناسخ نے مذکر موزون کیا ہے اور اُنکے شاگردون نے مونث - **زنار** ناسخ و رشک نے مونث اور وزیر نے مذکر و مونث دونون طرح باندھا ہے لیکن مونث ہی فصیح ہے **سیل** مذکر بھی باندھا گیا ہے اور مونث بھی - **فغان** - خواجہ آتش نے مذکر باندھا ہے اور وزیر نے مونث موزون کیا ہے - مونث ہی فصیح ہے - **کف** بمعنی کفِ دست و کف پا مذکر بھی موزون ہوا ہے اور مونث بھی - مولف کے قیاس مین کف بمعنی کفِ دست مونث ہے اور بمعنی کفِ پا مذکر کیونکہ ہتیلی مونث اور تلوا مذکر ہے - **گریز** مونث بھی باندھا گیا ہے اور مذکر بھی - **گزند** دونون طرح سے موزون ہوا ہے - **لفظ** باتفاق جمہور مذکر ہے - **لگن** مذکر بھی باندھا گیا ہے اور مونث بھی **معراج** - مذکر بھی باندھا گیا ہے مونث بھی لیکن مونث ہی فصیح ہے **مَحمل** دونون طرح سے باندھا گیا ہے **مَخمل** - دونون طرح سے موزون ہوا ہے **معدن** دونون طرح سے باندھا گیا ہے **نشو و نما** دونون طرح سے موزون ہوا ہے **نقاب** قدما مذکر باندھتے تھے لیکن متاخرین دونون طرح موزون کرنے لگے - مونث ہی فصیح ہے - الحمد للہ تمام ہوئی کتاب اور اُسیکے طرف سے مرجع اور مآب -

شکر نعمت

من لم یشکر الناس لا یشکر اللہ

چند سال پیشتر اس فقیر نے ایک مختصر رسالہ بیان حرف تے - سے اور متفرق قواعد زبان اردو مین لکھکر بعد طبع ہونے کے ملازمان عالیجناب مستغنی عن الالقاب نواب عماد الدولہ عماد الملک بہادر دام اقبالہم معتمد و ناظم تعلیمات وغیرہ سرکار عالی کے ملاحظۂ اشرف و اعلی مین پیش کیا تھا نواب صاحب ممدوح بعد شرف ملاحظہ بخشنے کے اُسکو پسند فرما کر میری توقع سے کہین زیادہ مجھکو اپنی محنت کا صلہ بخشا یعنے ذریعہ سررشتہ تعلیم انعام لایقہ سے سرفراز فرما کر مولف کو اپنے ہاچشمون مین ابدی اعزاز سے ممتاز فرمایا - لہذا اس رسالہ مفید مختصر معانی کے متعلق مکرر میری یہ گذارش ہے کہ آپ اسکو از راہ کرم من اولہ الی آخرہ ایک بار بنظر تعمق ملاحظہ فرمالین تو لاریب مجھکو اپنی محنت کی پوری داد ملیگی طبع ثانی مین اہل زبان ارباب تحقیق و اہل بصیرت کے آرا بطور تقریظات ضمیمہ کر دئے جائینگے ع این نامہ کہ خامہ کرد بنیاد ہ توقیع قبول روزئش باد -

مسکین عفو (مشہور بہ لسان القوم)
مولف رسالہ و مہتمم دفتر آبپاشی تعمیرات عامہ سرکار عالی

اطلاع

واضح باد کہ مین نے رسالہ موسوم بہ تحفہ عثمانی
کے حق تالیف کو مالک مطبع نور دکن واقع
سکندرآباد کو ہبہ کر دیا ہے لہذا عام طور پر
اعلان کیا جاتا ہے کہ کوئی صاحب اس
کتاب کے طبع کرنے کا قصد نہ فرمائین.
کہ بعوض نفع نقصان نہ اوٹھانا پڑے۔

وما علینا الا البلاغ

سید عبد الحی عفو

مولف رسالہ ہذا

ڈیڈیکیشن

ہم نے اس رسالہ کو بطور فال نیک
بلند اقبال صاحبزادۂ والاجاہ
نواب میر عثمان علیخان بہادر دام اقبالہ
کے نام پر معنون کیا ہے۔

العبد

مولف رسالہ ہٰذا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زمانہ کی رفتار سے معلوم ہوتا ہے کہ زبان اردو کی سڑک کے لئے آجکل ایک نئی داغ بیل پڑ رہی ہے
پس کیا عجب کہ جیسے ہم اسوقت قدیم لوگون کی زبان پر ہنستے ہین اسی طرح آیندہ آنیوالی نسلین بھی ہمارے
طرز بیان پر قہقہے لگائین۔ ظاہر ہے کہ پرانی دوکانون کی کساد بازاری ہو گئی اور نئی نئی شاپین ولایتی
ذخیرے سے سجنے لگین کانچ بلور کی بیجا چمک دمک نے اصلی جواہر کی چمک دمک کو دہندلا کر ڈالا ہے۔ قطع نظر اسکے
فلزی اشیا رسیماب ہین۔ امریکن گولڈ۔ جرمن سلور بلکہ لوہے کے صیقل شدہ اور جلادار زیورات نے خود اصل
چاندی اور سونے کی رونق کو گھٹا دیا ہے مگر جب ہم کہینگے تو یہی کہینگے کہ ع شراب کہنہ مانند و گرد اردہ
یہانتک بھی غنیمت ہے مگر افسوس کہ آیندہ کے لئے محقیقی مزہ کے مدعیون اور انکے فخر و مباہات کا خاتمہ
ہوتے نظر آتا ہے اسمین شک نہین کہ جو کچھ اگلون نے کیا زمانہ کی ضرورتون کے موافق ٹھیک کیا اور
اسوقت ہم جو کرتے ہین وہ زمانہ کے مذاق کے خلاف کرتے ہین یہ صبح و شام اور یہ مبالغہ اور استعارات
وصال و فراق کی بندشین اور لوگون کے چبائے ہوے جھوٹے نوالے ہین پھر اُسی کو اول بدل کرکے بہ لباس
تازہ پیش کرنا کوئی ایسے لطف کی بات نہین بھلا اب اونہین کہئے مزہ کیا رہا ہے اب تو تازہ بتازہ نو بہ نو
کے ترانے گائے جاتے ہین اسوقت ہمارے ذی علم اور لایق روشن دماغون کی توجہ کی البتہ ضرورت ہے۔
اسمین شک نہین کہ ہمارے اردو اور فارسی انشا پردازون کے تشبیہات اور استعارات سے کلام مین
ایک لطافت اور نزاکت تو پیدا ہو ہی جاتی ہے اور انکے شب و شبستان کے جلوسے گل و گلزار کی بہارین
انکا رزم و بزم۔ صبح کی کیفیت شام کا سمان رات کی اُداسی فراق کا رونا اور فیل موہوم پر غوش ہونا
سب کچھ ہے مگر اظہار اصلیت اور واقعہ کی واقعیت کا لطف کوسون دور ہو گیا جسکا انجام یہ ہوا کہ زبان مین

طاقت و شوکت باقی نرہی اور یون تو صدہا بیجز قصہ و بینا بازار ۔ فسانۂ عجائب و گلزار سرور بہ آسانی لکھہ ڈالینگے لیکن یہ نہین ہو سکتا کہ ایک ملکی معاملہ یا تاریخی واقعے کو اس سطح پر بیان کرین کہ گویا وہ واقعہ ابھی اپنے آنکھون کے روبرو ہو رہا ہے برخلاف عربی اور انگریزی زبان کے کہ ادیبون اور شاعرون نے نظم سے بڑہکر نثر مین جان ڈالدی ہو بہو ہر حادثہ اور واقعے کی ایسی تصویر کھینچتے ہین کہ وقوع واقعہ کی وقت مین جو غم یا خوشی ۔ غصہ یا رحم ۔ خوف یا جوش دلون پر طاری ہوا تھا وہی سمان آج اوس واقعے کا بیان پڑہتے وقت خود پڑہنے والے کے دل پر چھا جاتا ہے ۔

نقص زبان

ایک زبان کا نقص یا اوسکا حسن و قبح اوسی شخص پر کھل سکتا ہے جو دوسرے زبانون سے بھی واقف ہو اور پھر اُن حسن و قبح کو پہچانتا بھی ہو ورنہ وہ اپنی ہی زبان کو صحیح اور بے عیب سمجھے گا ۔ اسکی کیفیت کسیقدر مترجمین جانتے ہین کہ عربی یا انگریزی کے مطالب کو ہوا ہو اردو یا انگریزی مین بیان کرنا کیسا مشکل کام ہے باوجودیکہ ایک ایک لفظ کے عوض مین ایکایک فقرہ لکھا جاتا ہے اور پھر بھی وہ بات جو اصل مین تھی پیدا نہین ہو سکتی ۔ یہ اعلی درجے کے صحیح ترجمہ کا حال ہے معمولی ترجمہ تو خیر ۔

حسن بیان

صاحب مذاق حسن بیان اور اوسکے اثر کو جادو یا اعجاز کہا کرتے ہین یعنے رزم مین جب رجز پڑہا جاے تو سپاہی تلوار کے پہل چبا جاتے ہین بزم کے بیان پر وفور غم سے اشکب کے دریا اُمنڈ آتے ہین مگر سچ ہے کہ صاحب مذاق و فطرۃ اصلی کی سیدہی سیدہی باتون مین بھی وہ لطف اور مزہ آتا ہے جو تکلف بیجا اور لاکہہ تصنع سے نہین پیدا ہوتا اور وہ اثر ہوتا ہے کہ جادو مین بھی نہین ہوتا ۔ اسی کو اہل زبان آمد کہا کرتے ہین جسکے تفصیلی معنے آئندہ بیان کیے جائینگے ۔

جاننا چاہیے کہ ترکی زبان مین لفظ **اُردو** کی معنی بازار لشکر کے ہین یہ صرف شاہجہان بادشاہ کا اقبال ہے کہ اسی کے عہد مین یہ زبان خاص و عام مین رواج پاکر موسوم بہ اردو ہوگئی اس کے بعد لایق ارباب مذاق کی توجہ اسکے طرف مبذول ہوئی اونہون نے اس لشکری بازار کے زبان کو اس قدر آراستہ کیا کہ خواہ نخواہ بھی اسمین ایک شان خاص پیدا ہوگئی ۔

دیکھو اردو **زبان کی تاریخ** جسطرح زبان اردو ایک معجون مرکب ہے اسی طرح زبان انگریزی

بھی بہت سی مختلف زبانون سے مل ملاکر وجود مین آئی ہے اس زبان مین بے شمار مزے ہین اسکے ہر لفظ مین ہزار مزے ہین

مرقوم ذیل تفصیل ملاحظہ ہو

زبان انگریزی حسب بیان بجے رو ام۔ اسے حسب ذیل زبانون سے مرکب ہے -

انگریزی

عربی۔ سنسکرت۔ بنگالی۔ مرہٹی۔ ژند۔ پارسی۔ اسکاچ۔ ڈچ۔ ویلش۔ گاتک۔ برٹن گریک۔ رومان۔ ایرش۔ اٹالیا۔ لیاٹن۔ اسپانش۔ پورچوگیس۔ فرنچ۔ ایسلیانڈک۔ سویڈش جرمن۔ سیاکسن۔

اسی طرح اردو زبان بھی کئی زبانون سے مرکب ہے۔

عربی۔ فارسی۔ سنسکرت۔ پراکرت۔ بھاکا۔ ہندی دکنی۔ تلنگی۔ ٹیامل۔ گجراتی۔ کرناٹکی۔ مرہٹی ملیالم۔ سندہی۔ پنجابی۔ بھاشا۔ پوربی۔ ترکی۔ انگریزی۔ کچھی۔ اٹالی۔ پرتگالی۔ فرنچ وغیرہ

فی زمانا انگریزی۔ اردو مین شیر و شکر کی طرح گھل مل رہی ہے تو گویا یہ اپنی اون سب زبانون کے ساتھ شامل ہو رہی ہے کہ جن سے وہ مرکب ہے پھر اسکی وسعت کا کیا پوچھنا پس جو لوگ کہ تعصب کے مارے انگریزی الفاظ کو اردو زبان مین شامل کرنا نہین چاہتے یا تو وہ اسکی وسعت کے خواہان نہین ہین یا وہ لفظ اردو کی تعریف نہین جانتے۔

زبان کہان کی سندی ہے

رہا اسکا جھگڑا کہ کس ملک کی زبان سند کے قابل ہے اسکا جواب ہم ایک نہایت منصف مزاج اور محقق ولایق فاضل دہلوی کے کتاب سے نقل کئے دیتے ہین یعنے "دلی برباد لکھنؤ ویران دونون شہر سے لایق اشخاص پیوند زمین ہو گئے کچھ دربدر۔ کچھ خاک بسر۔ جیسے اور شہر ویسا لکھنؤ جیسے اور چھاؤنیون کے بازار ویسی دلی کی۔ بلکہ اس سے بدتر کوئی شہر ایسا نہین رہا جسکی زبان عموماً سند کے قابل ہو کیونکہ شہر مین ایسے چیدہ اور برگزیدہ اشخاص جن سے کہ وہ شہر قابل سند ہو صرف گنتی کے لوگ رہ گئے ہین جو زمانے کے صدہا سالون کے نتیجے ہوتے ہین پس اگر آپ دلی کی یا لکھنؤ کی زبان کو سندی سمجھو تو وہان کے ہر ہر شخص کی زبان کیونکر سندی ہو سکتی ہے اور ہم یہ بھی نہین کہہ سکتے کہ زبان آیندہ کیا رنگ بدلیگی"۔ اب ہم چند اردو

نظم و نثر کے نمونے ابتدائے تخلیق اُردو سے آج تک کے پیش کرتے ہین جس سے معلوم ہوگا کہ زبان کا رنگ ہر وقت بدلتا رہتا ہے ۔

از ترجمہ انوار سہیلی طبقہ اولین کی اردو (مطبوعہ کلکتہ)

ملا حسین واعظ کاشفی ایسے عالم تھے کہ اب پرتم مین بتی لیکر ڈہونڈ ہے تو ایسے کوئی نہین ملینگے اون سون سیکڑون کتابان فارسی مین بنے اور اونہون نے تفسیر حسینی بھی بنائی اس تفسیر کو غفتے بڑے سب جان سون اگلی سمجھتے ہین انکو دنیا مین جتنا علم تھا بہتا وکو کرم ہوگا انکی چھاتی تھی سو ایک علم کا خزانہ تھا دریا کوزے مین کونڈی گئی تھی انکی ذات عالمون کی بادشاہ تھی خدا اپنی قدرت سون ایسے بزرگ کو بنایا تھا اب دنیا مین ایسے لوگ اپروپ ہین ایسے لوگان کی دنیا سب سون اچھی اور دین بھی سب سے اگلا ۔

نظم از کتاب دیگر (منتخب از قصۂ ذوالقرنین)

پانی پون اور پھر زمین
جتنے سون پھر او سکے اوپر
ساتون فلک پیدا کیا
چلنے لگی کشتی مثل

جتنے کنے تھے سات تھر
غبار سے آسمان کیا
دیکھو یہ حق کی معرفت
جتنے کیا لاکھوان پہار

غبار پھر پیدا کیا
صاحب عجب تیری صفت
پانی کے اوپر پھر زمین
میخون ستی رہی ہے سنبھل

نمونہ طبقہ ثانی جب زبان درست ہو گئی تھی

انشا اور مرزا مظہر جان جان کی گفتگو (وقت ملاقات اول) سید انشا کہتے ہین " ابتدائے سن صبا سے تا اوایل ریعان ۔ اور اوایل ریعان سے الی الآن اشتیاق مالایطاق تقبیل عتبۂ عالیہ نہ بحدے تھا کہ سلک تحریر مین یا تقریر مین منتظم ہو سکے لہذا بے واسطہ و وسیلہ حاضر ہوا ہون " اب میرزا صاحب جواب مین ارشاد فرماتے ہین " اپنے تئین کو بھی بدو طفلی سے تھین ایسے اشخاص کے ساتھ موانست او مجالست رہی ہے "

نظم کا نمونہ

(ولی) اچھل کر جا پڑے جون مصرعۂ برق — اگر مطلع لکھون ناصر علی کون
(ناصر علی کا جواب) عیٰ بسخن گر از سے چلے وہ — ولی ہرگز نہ پہونچے گا علی کون
(ولی) تجھ لب کی صفت لعل بدخشان سے کہونگا — جادو ہین ترے نین غزالان سے کہونگا
دی حق نے تجھے بادشہی حسن نگر کی — یہ کشور ایران مین سلیمان سے کہونگا

زخمی کیا ہے مجھہ تری پلکون کی انی نے | یہ زخم ترا خنجر بھالان سے کہون گا
بے صبر نہوا ہی دلی اس درد سے ہرگز | جلدی سے نہ سے درد کی درمان سے کہونگا

رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

اسکے بعد جب فارسی اور عربی کے الفاظ اردو مین زیادہ شامل ہوگئے تو طرز عبارت نثر اور نظم تحریر و تقریر اسقدر دشوار فہم اور دقت طلب ہوگئی کہ اگر اخیر جملہ یا شعر مین حروف روابط یعنے ہے اور ہین اور حروف اضافت کا کی کے اور حروف جر مین سے پر وغیرہ نکال دے جائین تو بالکل فارسی نظم و نثر معلوم ہو اور اسی کو لوگ بلاغت یا اظہار لیاقت کا ذریعہ سمجھنے لگے ایک زمانہ تک مقفی اور مسجع عبارتون پر بعض حضرات نازان رہے اور بعض رنگین مزاجون کو گل و بلبل اور رنگینیان پسند آئین۔ دیکھو فسانہ عجائب طلسم حیرت وغیرہ اور نظم مین غالب کا دیوان۔

ذرا اس طرز کو ملاحظہ فرمایئے گا۔

گوہر تسلیمات کو دریاے ادب سے نکالکر آویزہ گوش افتخار بنایا اور معرض عرض مین جلوہ دکھایا جسوقت کہ نیازمند نے خدمت فیضدرجت سے خلعت اختصاص کو زیب حال عقیدت اشتمال کیا تجھیے لپیٹنے ہنازل سفر کے فایز دارالسرور رامپور کا ہوا۔ خلاصہ یہ کہ گھر پہونچا۔ اس طرز کی عبارت پر مدتون مدار لیاقت رہا۔

ایک اور صاحب تحریر فرماتے ہین کہ چالیس نشان مع قشون و قشلاق مع یزک و تیاق بسان کوہ عرصہ گاہ کشمیر مین علم علم۔ اور توسع تورغ بلا فصل خیمہ زن ہوئے شہر اور بطن شہر کے خلط ملط سے کشمکش صمیم مین پڑگیا تھا۔ حاصل یہ کہ کتابین اسطرح کی عبارتون مین تالیف و تصنیف کی گئین جبر مصنفون کو بڑا ناز تھا اور یہ فرمایا کرتے تھے کہ فلان کتاب ایسی ادق ہے کہ اچھے اچھے اوستادون سے نہین نکل سکتی۔ یہ تو شعرا کی کیفیت تھی مگر علما کی اردو تو اس قابل ہی نہین ہوتی تھی کہ اسکو خاص و عام بے تکلف پڑہ لین انہین تو عربی ہی عربی بھردیجاتی تھی عبارت کا ادق ہونا لوازمہ تصنیفات سے تھا۔ اور اس عہد کے فضلا کا یا نا ہی یہی تھا مگر اس زمانہ مین کسی فن کا مدعی تک نظر نہین آتا۔ فی الجملہ وہ زمانہ بھی فخر کے قابل ہے جس مین مدعیان فن موجود ہون۔

ذیل مرقوم عبارت کی مولویانہ طرز کو دیکھہ لو

امابعد راعیان حدود والی اور داعیان انظم ادنار الاشیاء بحماہی کو علی ماینبغی اطلاع او نہ آگاہی ہو کہ

ان ایام نکبت انجام مین بوجہہ استیلاء قوۃ کفرہ بد انجام اور ضعف اسلام علی صاحبہا الصلوۃ والسلام بہزاران آثار ابوتی بمصداق ارشاد نبوی یکونن فی اخر الزمان الخ ۔ بادہ پیمای جام زلال واز لال ہین اور جام چشاے بادہ ضلال واضلال خصوصا دجاجلہ ضلالت کیش اور ابالسہ بطالت اندیش اتباع کفر خفت شعار اشیاع تشیع شیطانیت کردار اشاعت اباطیل اور اضاعت اضالیل مین اسدرجہ رہزن سوء السبیل ہین کہ کفر ۔ بت پرستی معصیت حرام بممنوع ۔ وماضاہاہا سے اسلام خدا پرستی طاعت حلال مشروع کا کام لیتے ہین اور نفاق خود تراشی زناکاری وماحاذاہا کو تحبب کا وثیقہ ٹہراتے ہین برطبق اصول موضوعہ قوم مستحق اللوم یہ کلیہ قرار دیا ہے ۔ فلہذا بعضے احباب اطیاب وبرخے اطیاب احباب بمقتضاے نفس غیرت دینی نہ باقتضای نفس غیرت دنی مترصد ومتمنی آے کہ جیسے عوام حالیہ مین بطادلی کہ بے شایبہ ریب حق مبین ہے بازاے شوکہ تنویہ دین جوادخادمہ ۔ نظماً معطوف العنان ہو ۔ بر آینہ خوکر بد آئین نداد آمہ مصروف البیان ہو ۔ ہر آئینہ مضمون الدین النصیحۃ ۔ جلوۂ ظہور ظہور فرمای اور موزون الحق یعلوا ولا یعلی ۔ اپنے موقع پر آے ہرچند قیل وقال سبحن امثال ان مواقع مین خیلے نامستحسن کیونکہ فن تفسیر متکفل تقاریر علوم بدیعہ وراینہ ہے نہ متحمل مبدعات واہیہ اور مخترعات لاہیہ کہ ایجاد اور ایراد کے علاوہ تلافی بجہات شتی ہو ۔ وباللہ التوفیق وعلیہ التکلان وہو العزیز المستعان ۔

غرض کہانتک عرض کرون یہ مولانا بالفضل کی اردو عبارت ہے ۔ زبان فارسی مین ایسے کتابین بہت ہین مثلاً سنگلاخ ۔ دُرۂ نادرہ ۔ تاریخ جہان کشا وغیرہ اسکے بعد غالب کی اردوے معلے نے اور پھر پرچہ تہذیب الاخلاق اور مراۃ العروس اور آیات بینات ۔ آب حیات وغیرہ نے نثر اردو کا رنگ ہی بدل ڈالا اور فی زماننا لایق ناول نویس زبان کی آرایش مین بڑی کوشش کر رہے ہین ۔ خدا وہنین اپنے مقاصد مین کامیاب فرماوے ۔

ذرا زمانۂ حال کی اردو کا رنگ دیکھیے

مین اسوقت کے ایک بڑے فاضل عربی دان مولوی صاحب کے چند منتخب جملے پیش کرتا ہون جس سے ظاہر ہوگا کہ آجکل کی اردو کسقدر جلد جلد پرانے جامے کا چولا بدل رہی ہے ۔

خط کے جملے ۔ میان تمہارا خط پہنچا براڈشا اور کولنزو کی کیس یہان ملسکتے ہین ۔ کہیے آجکل تمہارے وہان کے ایجوکیشنل ڈپارٹمنٹ کا کیا حال ہے ۔ تارانگہ اسکے توفیل ہوگیا ہے اگلے سال ضرور پہرا تیر ہوگا ۔

زولاجکل گارڈن تمہارے مکان سے کتنے دور ہے۔ احباب کے پک نک پارٹی مین مت جاؤ۔ تم اپنا کیرکٹر درست کرو۔ ہائی سوسائیٹی اختیار کرو۔ اپنے پوزیشن کا خیال رکھو۔ تم اپنے وقت کے ہر سکنڈ کو عزیز رکھو۔ ٹیم از ویلتھ کے مضمون کو مت بھولو۔ سائینس مین غالباً اس سال پاس ہوجاؤ گے۔ لٹریچر کا خیال چھوڑ دو مین تمکو قسم ہے اور عالم دیکھین تاوقتیکہ تم نصف سے زیادہ نمبر نہ حاصل کرلو تو پاؤنڈ ویتھ کریڈٹ یا اکونیڈ ہم سلف وِتھ سکسیس کہلانے کے مستحق نہین ہو سکتے۔ تمکو کسی کے کرٹیسزم کا کیا خوف تم آپ آنسٹ ہو۔ اپنے کانشینس پر بھروسا رکھو ڈاکٹر منع کرتے ہین کہ فلانی کو کمٹ ٹراسکن پہننا اچھا نہین۔ تمہارے کلاس مین فسٹ نمبر کون ہے۔ ہیوریل ہال مین جو لکچر ہوا اور سکا سبجکٹ کیا تھا نامی اتھرس کے اسٹیس پڑھا کرو۔ آدمی کو چاہئے کہ انفلوئینشل ہو۔

اسی طرح علوم و فنون کے متعلق الفاظ بھی خواہ مخواہ شامل و داخل زبان اردو ہو رہے ہین۔ میاتھمیٹکس۔ ہائیجین۔ اسپیس۔ ایکسپرشن۔ ہمساتومس۔ بکٹ۔ تھرمامیٹر۔ برومیٹر۔ انجن۔ ڈرئیور۔ ٹکٹ۔ فارم۔ اسٹیشن ماسٹر۔ اسٹیشن۔ ریفرشمنٹ روم۔ ہوٹل۔ کلب۔ سوڈا۔ لمینڈ۔ ٹریفک منیجر۔ پوسٹ ماسٹر۔ ریلوے ویٹنگ روم۔ گارڈ۔ یونیورسٹی۔ کالج۔ اسکول۔ تھیئٹر۔ بورڈنگ۔ گیلیری۔ ٹیبل۔ اسکالرشپ۔ ایزی چیر۔ ڈسک۔ ریڈنگ روم۔ رولر۔ سلیٹ۔ پنسل۔ لایبریری۔ شلف۔ ڈرا۔ وغیرہ۔ اسی طرح انگریزی جمپن اور پھولون کے نام۔ فوجی اشیا اور عہدون کے نام۔ اور دیسی عہدہ دار اور خدمتون کے نام مثلاً کمشنر۔ رزیڈنٹ۔ ایجنٹ۔ گورنمنٹ۔ ایجنسی۔ ڈپوٹی۔ کلکٹر۔ میاجسٹریٹ۔ فینانشل۔ جوڈیشل۔ سیول۔ ملٹری۔ پولیس۔ انسپکٹر۔ سوپرنٹنڈنٹ۔ جج۔ سمن۔ وارنٹ۔ ڈگری وغیرہ ایسے صدہا الفاظ ہین جو برابر اردو تحریرات مین لکھے جاتے ہین۔ غالباً پچاس سال کے بعد کی اردو کا ڈھنگ کچھ ایسا انوکھا ہوجائیگا کہ اس وقت کے غیر انگریزی دان فصحا اوسکو سمجھ نہ سکینگے اور یہ آمد رکنے والی نہین ہے۔

اب ہم اصل مقصود یعنے علم معانی و بیان سے بحث کرینگے۔

علم معانی

واضح ہو کہ علم معانی و علم بیان و علم بدیع کو علم بلاغت بھی کہتے ہین۔

علم معانی سے خاصکر مراد یہ ہے کہ کلام مختص المقام ہو یعنے مطابقت کلام کی مقتضا ے مقام کے موافق بغیر کسی طرح کے سقم کے حاصل ہو۔

فصاحت اہل فضل کی اصطلاح مین اوس فن کو کہتے ہین کہ متکلم کلمات اور الفاظ کو صحیح مخرج سے جیسا کہ واضع نے وضع کیا ہے ادا کرے۔ اسطرح پر کہ سننے والے کو نرم اور خوش آیندہ معلوم ہون۔ روزمرہ ومحاورہ جو اسوقت کے اہل زبان کے پاس مستند ومروج ہو برتا جاوے۔ کثرت تکرار اور اضافتون کی بھرمار نہو توابع مہمل کا استعمال جیسے چھری اوری کھانا وانا پانی وانی وغیرہ نکیا جاے۔ فضول اور برے الفاظ کا تکیہ کلام نہو۔ جیسے اپنا جو ہے سو کہ۔ صاحب من۔ خدا آپکا بھلا کرے۔ خدا آپکو نیکی دے۔ سمجھا نہین کہ۔ بڑ جو نہین جوڑ

کلام فصیح وہ ہے کہ موافق محاورۂ اہل زبان کے ہو سامع کو سننے سے تنفر نہ پیدا ہو۔ غیر مستعمل اور غریب الفاظ مستعمل نہون۔ ضعف تالیف وتعقید لفظی سے مبرا ہو۔

بلاغت۔ وہ فن ہے کہ مطلب کم الفاظ مین ادا کیا جاے جسکے معنی مطابق والتزامی قوانین منطق کے رو سے مختلف ومتعدد طریقون سے حاصل ہون۔ قیاسات صحیحہ اور زیبا مثالون کے ساتھ اسکے معانی مین دلچسپی اور پسندیدگی پیدا ہو۔ اگر نظم ہے تو قیاسات شعریہ اور خیالات تازہ سے نادر نادر مطالب سامع کے ذہن مین آجائین۔

کلام بلیغ وہ ہے کہ معنی الفاظ کے حسب مرام اور مناسب مقام کے ہون ادای معنی مین خطا کا احتمال نہ واقع ہو۔ اثبات کی جاے پر اثبات نفی کی جاے پر نفی ہو مدح کے مقام پر قدح۔ قدح کے مقام پر مدح نہو۔ تہنیت کے موقع پر تعزیت کے اور تعزیت کے موقع پر تہنیت کے الفاظ نہ برتے جائین۔ کلام کے لفظی ومعنوی سقم کا خیال رکھنا بڑے صاحب تمیز کا کام ہے۔ ای تاج دولت بر سرت کا قصہ مشہور ہے۔ اسی طرح شادی مین دُلہن کے باپ کے طرف سے جو رقعے تقسیم ہون اوس تحریر مین وصال وفراق کے تماشبینی اور اوباشی کے متعلق الفاظ ہرگز نہ آنے پائین مثلاً لفظ پھول۔ پان جوڑن۔ یا جیسے پھول کھلنا۔ غنچون کا چٹخنا۔ گل کا تبسم۔ صبا کا مارے طمانچون سے منہ کسی کا لال کر ڈالنا۔ نرگس کا دیکھنا۔ دوات۔ قلم۔ ہستی۔ سنبل کی پریشانی۔ پھولنا۔ پھلنا۔ ثمرہ۔ دخل۔ خروج دایہ۔ اطفال نبات وغیرہ اسطرح کے استعارات سے احتراز چاہیے۔ محرر کو حتی الامکان ان امور کا لحاظ ضرور ہے کہ ظریف مزاجون کو مزاح اور دل لگی کا موقع نہ ملے۔

متانت الفاظ کی درستی۔ بندش کی چستی۔ عبارت کا ربط۔ کلمات کی نشست درست۔ فقرات کی برجستگی اور اشارات جمیل المعنی جس کلام مین ہون اوسکو کہتے ہین کہ یہ نہایت ہی متین کلام ہے۔ ان امور کا نام **حسن ذاتی** ہے جو اسکے خلاف ہو اسکو متین کلام نہین کہینگے۔ کم از کم ایسے الفاظ نہ لکھے جائین جنکا استعمال ثقات کی محفلون

مین معیوب سمجھا جاے۔ فافہم۔

اربع عناصر

فصاحت۔ بلاغت۔ سلاست۔ متانت کو اربع عناصر کلام کہتے ہین۔

حسن عرضی۔ وہ ہے کہ کلام صنایع وبدایع سے آراستہ ہو۔ یاد رکھنا چاہیے کہ بلاغت لازمۂ فصاحت ہے یعنے بلاغت بغیر فصاحت کے پائی نہین جاتی اور فصاحت کو متکلم کے صوت کے ساتھہ تعلق ہے۔ برخلاف بلاغت کے کہ اسکا تعلق معنی کے ساتھہ ہے۔

حسن عرضی کے اقسام ہین جو آگے چلکر بیان کیے جائینگے۔

تنافر۔ کلام سے اسوقت بھی پیدا ہوتا ہے کہ کلام نہایت ثقیل مخرج کے الفاظ سے مرکب ہو اور سننا اوسکا سامع کی سماعت پر گران گذرے۔ جیسے یہ الفاظ۔ یہ کیا زٹ لگائی ہے۔ آج ہمنے ٹیپو ٹاٹ باف کو ٹاٹیو بدیگ کھلائی۔ ڈپٹی پوٹا لیپو کی رسوئی کے ٹیپو مرکو ڈاکٹر لوٹیا سنگھ نے اکر ٹیڑیرے سے نکالا۔ چحہ چحہ چپیپل چھنجل بھلی خان (کسی کا نام ہے)۔ ٹپا پٹ ٹپا پٹ۔ کھٹہ پٹہ۔ سٹہ پٹہ۔ ٹنڈہ منڈہ۔ گھڑل بھڑل۔ شٹر پٹر۔ اٹر گھٹر۔ یا یہ جیسے فقرہ کہ حرب کی قبر کی قرب مین مقبرہ۔ یا جیسے یہ عبارت چچا چار کچری کچے چچا چچا چار کچرے کچے چچا چار کچرے۔ کچے کچے کچرے کچے چچا کچے کچرے کچے۔

(۲) اور بسبب **غرابت** کے غرابت اسکو کہتے ہین کہ وحشی اور مجہول المعنی الفاظ کا استعمال کرنا متحرک الفاظ کو ساکن یا اسکے برعکس موزون کرنا جیسے ذات پاک سے بسر ہین کنہ عزوجل لفظ کنہ مین نون کو متحرک موزون کیا ہے۔ اور بنئے کا دیوال بندا ایک قرضدار تھا۔ قرض مین رے کو متحرک کیا ہے۔ اور ع خلق یکجا ہوے کنارے پر ہا حشر برپا ہوئی کنارے پر۔ یہان حشر کو مونث باندا ہے ع معرفت مین تیری ذات پاک کی اوڑگئی ہوش وحواس ادراک کی۔ یہان پر ہوش وحواس کو مونث باندا ہے۔ غرض اسکو غرابت کلام کہتے ہین۔ یا غریب لغات کا استعمال کرنا جو مروج نہون جسکے سبب سے لغات مین ٹٹولنے کی ضرورت پڑے۔

(۳) اور بسبب **تعقید** کے تعقید۔ وہ ہے کہ نثر یا شعر مین الفاظ کی بے موقع تقدیم وتاخیر ہونیسے مطلب خبط ہو جاے اور مقصود متکلم واضح طور پر فہم مین نہ آے۔ مثلاً مضمون آپکے نے مجھکو مسرور بے نہایت بسبب اپنی دلچسپی کے کیا ہیگا۔ شکریہ آپکا مین ادا تہ دل سے اور بہ نہایت خلوص سے یہ جو لوازمہ شرافت ہے کرتا ہون۔ ع۔ برہمن کے دلکی بھی کچھ فکر ہے تعمیر کا۔ اور اس شعر مین ع دیتا ہے وہ جو رزق غفر ہو اغذا تو قسمت پہ صبر کیجے ذرا تکیہ کر خدا تو

(۴) اور بسبب ایطاء کے ایطاء۔ وہ کہ۔ جیسے قافیہ شفقتین کا عینین باندھتے ہین یہ غلط ہے اس لئے ین علامت تثنیہ کی نکالدیجانے تو جو لفظ باقی رہتے ہین مثلاً شفقت اور عین۔ وہ باہم قافیہ نہین ہوسکتے اسیطرح چلانا کا قافیہ ہنسانا درست نہین ہے۔ اسلئے کہ چل اور ہنس اصلی لفظ ہین۔

(۵) اور بسبب ضعف تالیف کے ضعف تالیف۔ اس عبارت کو کہتے ہین کہ جسمین صرف و نحو کے اغلاط ہون یا خلاف محاورۂ روزمرہ ہو۔ جیسے کہین کہ یہ اونٹ یا گھوڑے کا بیٹا ہے۔ یا یہ کُتّے کی بیٹی ہے۔ ہر چند معناً صحیح ہے مگر خلاف محاورہ ہے۔ یا مینے آیا تھا اور آپ نے بولا تھا۔ اور تمنے لایا تھا۔ یا ساڑھے دو بجے وغیرہ۔ اسکے علاوہ کلام سے نفرت پیدا ہونیکے اور بھی اسباب ہین صاحب تمیز و تہذیب کو چاہئے کہ ان امور کا حتی الامکان ضرور خیال رکھے۔

(۶) کلام مین الفاظ منکرہ و بدفال کے ذکر کرنے سے بھی نفرت پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً ایک صاحب تھے کہ شادی کے لئے عطر خرید کر رہے تھے ایک بیہودہ بدتمیز دوست نے عطر سونگھنے کے بعد خواہ مخواہ بھی یہ شعر پڑھا عین شادی مین بھی ہے مرگ کے ساماں کا خیال ؛ عطر ملتا ہون تو کافور کی بو آتی ہے۔ انکی اس بیہودہ حرکت نے تمام حضار مجلس کو ناخوش کیا۔ اسپر بھی وہ اپنے بیہودہ پن پر متنبہ نہوے۔ اور اپنے کو بدیہہ گو اور شمع محفل سمجھتے رہے۔ فہم رسا ذہن دقا خدا دا نعمتین ہین بشرطیکہ تہذیب کے ساتھ ہو۔

اسی طرح۔ ایک روز بدتمیز شخص نے ایک اپنے دوست کو معذرت غیر حاضری رسم ساچق مین ایک بیہودہ رقعہ لکھا تھا جنابمن اسکا مجھکو رنج و غم ہے کہ بندہ کل آپکی ساچق مین حاضر نہوسکا۔ وجہ یہ تھی کہ بندہ کو کل فلان شخص کی ماتم پرسی کے لئے جانا ضرور تھا۔ گیا تھا۔ امید کہ آپ خفا نہونگے کہ خوشی جسجای ہوتی ہر وان پر غم بھی ہوتا ہے ؛ جہان بجتے ہین نقارے وہان ماتم بھی ہوتا ہے۔ (دیکھیے کسقدر منحوس اور بے محل تحریر)

راقم خانہ برباد۔ ناشاد ایک اُجڑے دیار یعنے دلّی کا باشندہ۔ بات یہ ہے کہ بعض معمولی نوشت و خواند کے استعداد والے بدتمیزون سے ایسی بیہودگیان بدتمیزی اور نافہمی و جہالت کے سبب ہوا کرتی ہین۔ غرض کہ صاحب شادی کو اس مہمل شخص کی بدتمیزی سے اسقدر رنج ہوا کہ بیان سے باہر۔ اسلئے کہتے ہین کہ تمیز شخص کا کلام خواہ مخواہ متانت سے مملو رہیگا۔ نہ کہ ہر بیہودہ گو کی ہرزہ سرائی۔

بھلا وہ نقل مشہور کون نہین جانتا کہ کسی بادشاہ نے اپنے دانتون کے گرجانے پر خواب کی تعبیر چاہی تھی تو کسی منجم نے۔ اسی زبان کے وجہ سے زیان اٹھایا اور دوسرے نے حسن بیان کے بدولت دولت پائی۔

(۷) اور پھر مذہبی بے ادبی کے وجہ سے بھی نفرت پیدا ہوتی ہے۔ خاص کر یہ مرض شعرا مین زیادہ ہوتا ہے۔ تقطیع کا بجانا بھی کلام مین تنافر پیدا کرتا ہے مثلاً وہ نقل کہ ای تاج دو۔لت برسرت۔ از ابتدا تا انتہا کی مشہور عام ہے۔ کہ جب اس شعر کی تقطیع کی گئی تو لتَ برسرت بروزن مستفعلن کے سننے سے بادشاہ کا مزاج سخت برہم ہوگیا تھا۔ اور اس شاعر بالطبع کو محفل سے نکالدیا۔

تادیب عام محفلون مین ضرور اسکا لحاظ چاہئے کہ کوئی لفظ یا جملہ ایسا نکھا جاسے کہ جس سے یارون کو مزاح کا موقع ملسکے مثلاً ایک روز کا واقعہ ہے کہ ایک مرثیہ گو شاعر نے برسر منبر یہ ٹیپ پڑھی۔ جو۔رو یہ چڑھا صاف قلم کردیا اسکو۔ جو۔رو کے لفظ پر تمام مجلس مین ایک قہقہہ اڑ گیا۔ اور ایک ظریف نے ٹوک ہی دیا کہ واہ جناب مجلس مین جورو بیبی کا تذکرہ تو مناسب نہین ہے۔ اسیطرح ایکبار کہین یہ مصرع پڑھا گیا تھا۔ ع۔ لیلاف پڑھا اور اونہین دودھ پلایا۔ اسوقت ایک شخص نے ٹوکدیا۔ جناب پڑھا درست نہین اسلئے کہ سورت مونث ہے۔ اور لفظ لیلاف نہین لإیلاف ہے یون کہئے تو مناسب ہو۔ پڑھ پڑھ کے لإیلاف اونہین دودھ پلایا۔ سبحان اللہ ایک اور بدتمیز کا شعر ہے۔ ؎ وہ شوخ گرم گرم جو آکر چلا گیا ⁂ تس پیچھے بیکلی سی ہوئی غش سا آگیا۔ درحقیقت ایسے لوگ ہی بدتمیز ہوتے ہین انہین باریک بینی اور فہم سلیم سے کوئی تعلق نہین اور زبردستی بھی اس شریف فن کو بدنام کرتے ہین۔ اسیطرح سیاہ بال کہنا چاہئے کالے بال نہ کہین۔ اسیطرح ڈالنا نکالنا۔ آگے پیچھے۔ نیچے اوپر۔ گھسنا گھسانا۔ کرنا کروانا۔ کاٹنا کٹوانا۔ پکڑنا چھوٹنا وغیرہ۔ ایسے مصادر اور ایسے لفظون کا استعمال بہت ہی احتیاط اور تہذیب کے ساتھ ہونا چاہئے۔

حسن عرضی کے اقسام

حسن عرضی۔ حسن عرضی کے اقسام ہین مثلاً لزوم مالا یلزم۔ لازم کرلینا کسی امر کا تحریر مین جیسا کسی ایک یا دو کلمات کا تبدیل معنی کے ساتھ ایک ہی عبارت مین تکرار کرنا مثلاً لفظ فکر۔ اے فکر پر کار والے متفکر روزگار فکر این و آن مین مبتلا رہنا فکر صحیح نہین ہے ہمارے فکر سے تقدیرات الٰہی مین تبدیل نہین ہوتی بیفکرے اچھے ہین وہ کبھی فکر بیہودہ نہین کرتے۔ جب مقدرات ہمارے اندازۂ فکر سے باہر ہین تو انسان کو لازم ہے کہ ہمیشہ فکر لایعنی سے بیفکر رہے ؎ فکر ما در کار ما آزار ما ⁂ کارساز ما بفکر کار ما۔ اسیطرح کسی ایک لفظ خاص جیسے گل یا ابر۔ یا دریا وغیرہ کو التزام کے ساتھ کسی عبارت مین لانا یا کسی ایک حرف کا حروف تہجی سے کسی عبارت مین ترک اختیار کرنا جیسے ترک (الف) ترک (ج) ترک (ص) وغیرہ۔

مراعات النظیر و تنسیق الصفات تعریف ہر دو کی ایک ہی ہے یعنے عبارت واحد مین بر سبیل تواتر و توالی ایک وصف کے متعلقات کا درج کرنا جیسے آنکھ کا تلازمہ درج عبارت ہو تو الفاظ عین چشم۔ دیدہ۔ سرمہ۔ سواد۔ عینک۔ دوربین۔ بینا۔ بصر۔ بصارت۔ اعمی۔ روشن۔ بصیرت وغیرہ اور گلشن کا تلازمہ ہو تو گل بلبل۔ چمن۔ سحاب۔ ابر۔ پھول۔ بو۔ تری۔ شبنم۔ طراوت۔ نسیم۔ صبا۔ الحان۔ ترانہ۔ ترنم وغیرہ اسیطرح کے الفاظ تحریر ہون۔

ازدواج کلام یعنے قریب المعنی الفاظ کو باہم ذکر کرنا جایز ہے۔ جیسے روک ٹوک۔ چیر پھاڑ۔ مار پیٹ دوڑ دہوپ۔ کام کاج۔ مگر توابع مہمل کا لانا جایز نہین جیسے کھانا وانا۔ پانی وانی۔ روٹی اوٹی وغیرہ۔

مستثنیات ان کو کہتے ہین جو مقررہ قواعد کلیہ کے خلاف کوئی بات معلوم ہو مثلاً اہل زبان نے ایک قاعدہ کلیہ مقرر کر دیا کہ سمجھا کے افعال کے ساتھہ لفظ نے نہ لایا جاے پس اگر کسی اوستاد مسلم الثبوت کا شعر ایسا نظیر پڑے جسمین لفظ سمجھا کے ساتھہ نے آیا ہو تو اسکو مستثنے کہینگے یہ بات ہر زبان کے گرامر مین موجود ہے۔

متروکات متروکات اردو سے یہ مراد ہوتی ہے کہ اہل زبان کے ایک کمیٹی نے غیر فصیح الفاظ کو زبان سے نکال ڈالا ہو یا عموماً لایق ادبا و شعرا نے بُرا جانکر ترک کر دیا ہو تو ایسے الفاظ متروکات متصور ہونگے۔ جیسے قدیم الفاظ ساجن۔ سریجن۔ سریجنا۔ ستی۔ سون۔ کد۔ لکھا۔ ناتون۔ ننگ۔ سگات۔ کاکلوت۔ آنو ہے۔ جا ہی وغیرہ **جایز نہین ہے**۔ کہ ایک عربی اور دوسری فارسی لفظ کو الف لام لگاکر مضاف مضاف الیہ یا صفت موصوف بنائین جیسے حسب الفرمایش۔ حسب الفرمودہ۔ تحریر فی التاریخ۔ عند الدرخواست وغیرہ اسیطرح فارسی اور ہندی لفظونکا جوڑ بھی ٹھیک نہین ہے جیسا پانی شیرین۔ بیل چالاک۔ دہوم دہام عظیم۔ پہاڑ مولا۔ ندی جمنا وغیرہ۔ یہانتک ہمنے زبان اردو کے متعلق جو امور بیان کئے وہ اس قبیل کے ہین کہ اردو خوان انکو بآسانی سمجھہ لے سکینگے۔ لیکن عربی مطول اور مختصر معانی کے الفاظ اور انکی تعریفات کو ہمنے عمداً ترک کیا اسلئے کہ زبان اردو سے اسکو کوئی تعلق نہین۔ ہان اگر کوئی صاحب علم محفل کی رونق افزائی کے لئے انکو یاد رکھنا چاہتے ہون تو مناسب ہے کہ یاد کرلین۔ اور وہ حسب ذیل ہین۔ ایجاز۔ اور اطناب۔ اور اوسکے اقسام اسناد خبری۔ اسناد انشائی۔ ابتدائی۔ طلبی۔ انکاری۔ حقیقہ عقلیہ۔ مجاز عقلی۔ مسند الیہ مفعول مالم یسم فاعلہ مسند الیہ معروف۔ بہ اسم اشارۃ۔ مسند الیہ بہ اضافت۔ مسند الیہ نکرہ۔ مسند الیہ موکد۔ مسند فعلی۔ مسند سببی۔ مسند الیہ قبل عطف۔ مسند الیہ قبل بدل۔ مسند الیہ ضمیر منفصل۔ تقدیم مسند الیہ۔ قصر حقیقی۔ قصر مجازی۔ یا غیر حقیقی۔ قصر قلب

قصر صفت ـ قصر موصوف ـ فصل و وصل ـ استیناف وجہ جامع وغیرہ ـ ظاہر ہے کہ نفس زبان اردو ضمیر متصل منفصل اور مفعول مالم یسم فاعلہ کی محتاج نہین ـ نہ آج تک مستند فصحا ے اردو نے ان ابواب کو استعمال کیا ہے ـ مگر ہان بغیر عربی و فارسی جاننے کے انسان زبان اردو کا محقق ہو نہین سکتا ـ

حسن بیان یعنے کلام کی خوبصورتی اسکے متعلق ہو شعر مشہور ہے ؎ سخنم قطرہ بود سمع لطیفان صدفش
قطرہ را جوہر دردانہ شدن از صدف است ـ یعنے یہ بات صاحب مذاقِ سخن کی لیاقت اور سامع کے فہم سلیس پر موقوف ہے کہ کلام مین خوبصورتی پیدا کرے اور یہ خاص جوہر ہے ایک عمدہ واعظ اور پبلک لکچرار اور لایق ادیب کا ـ اسکے متعلق چند واقعات لکھے جاتے ہین جس سے معلوم ہو گا کہ حسن کلام کیا شئے ہے ایک روز کا ذکر ہے کہ کسی سُنّی عالم کے روبرو ـ شکار کیا ہوا ایک خرگوش پڑا ہوا تھا کہ دفعتاً ایک کتا کہین سے آگیا تھا جو اس خرگوش کو سونگھہ کر چلے گیا ـ چونکہ امامیہ مذہب مین یہ حرام ہے لہذا ایک امامیہ شخص نے طنز کے طور پر سُنّی عالم سے کہا کہ دیکھیے جناب خرگوش کو کُتّے تک نہین کھاتے سُنّی عالم نے جواب دیا کہ بیشک اسکو کُتّے نہین کھاتے معترض اس جواب سے سخت منفعل ہوا ـ ایکبار مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور کسی امامیہ سے حُبّ اہل بیت پر بحث ہوئی امامیہ نے کہا کہ جناب من حُبّ اہل بیت شیعون کے یہان جُزو ایمان ہے سنیون مین یہ بات کہان ـ شاہ صاحب نے فرمایا یہی تو شیعہ اور سُنّی کے مذہب مین فرق ہے امامیہ نے پوچھا وہ کیا آپنے فرمایا کہ بھائی صاحب جو بات کہ آپکے یہان جزو ایمان ہے وہ ہمارے یہان کُلّ ایمان ہے پس یہی فرق ہے ـ سبحان اللہ کیا حسن بیان ہے اسی طرح کسی عدالت کے ایک فیصلے کا واقعہ مشہور ہے ـ کہ ایک بڑا نامی ساہوکار تھا وہ جب مرنے لگا تو اپنے ایک کمسن لڑکے کو کسی اپنے معتبر گماشتے کے سپرد کیا اور یہ لکھدیا کہ جب یہ لڑکا بالغ ہو تو میری اوس دولت مین سے جو تیرے تفویض ہے جو تیرا جی چاہے اوسکو دیدے ـ اور اوسنے رقم معین نہین کی ـ جب یہ لڑکا بالغ ہوا تو اپنے باپ کی دولت کا مطالبہ کیا اسوقت اس گماشتے نے اسکو اوسکی باپ کی دولت مین سے جو پانچ لاکھہ روپیہ تھے صرف ساٹھہ ہزار دینا چاہا جب مقدمہ دایر عدالت مجاز ہوا تو بیان کیا کہ خود حین حیات اسکے باپ نے مجھے اختیار بخشا ہے کہ جو میرا جی چاہے مین اوسکو دون ـ اور وہ نوشتہ پیش کیا ـ جب حکام عدالت مجبور ہو گئے اور فیصلہ گماشتے کے مرضی موافق ہو گیا تو مرافعہ کرنے پر ایک روشن دماغ چیف جج نے اسی تحریر مین ایک نئی بات پیدا کی اور دولت اُس لڑکے کو دلوا دی جس فیصلہ پر آجتک تحسین و آفرین ہو رہی ہے ـ یعنے جب مرافعہ کیا گیا تو چیف جج نے مدعی کے گماشتے سے کہا کہ تونے

اسس وصیت نامے کا مطلب سمجھا نہین بات تو ٹھیک ہے اچھا یہ تبلا کہ تیرا جی کسقدر رقم لینا چاہتا ہے۔ گماشتہ نے کہا چار لاکھہ چالیس ہزار۔ جلد جج نے کہا بس فیصلہ ہو چکا۔ متوفی ساہو نے بھی لکھا ہے کہ جو تیرا جی چاہے وہ اس لڑکے کو دیدے۔ چار لاکھہ چالیس ہزار اسکو دے اور ساٹھہ ہزار تو اپنا حق حفاظت لے لے۔ سچ ہے کہ ایسا نازک فیصلہ آجتک نہین ہوا۔ یعنے نقط جو پر زور دیکر پڑہو تو اور معنی پیدا ہوتے ہین اور لفظ تیرا پر زور ڈالا جاے تو اور معنی پیدا ہوتے ہین۔ زبان عربی مین حسن بیان کے متعلق ہزارہا مثالین موجود ہین اسلئے کہ قوم عرب کو فصاحت و بلاغت پر جو نازرہا وہ روے زمین پر کسی کو نصیب نہوا مگر اُردو مین ایسے تمثیلات بھی بمشکل ملتے ہین۔ اسلئے کہ ہنوز اس زبان کا نقص دور نہین ہوا ہے۔

توارد۔ بے ارادہ اتفاقی طور پر کسی اور شاعر کے مضمون سے اپنا مضمون لڑجانا اوسکو توارد کہتے ہین جیسے ان دو اشعار کا مضمون ؎ برابری کا ترے گل نے جب خیال کیا ٭ صبا نے مارطمانچون منہہ اوسکا لال کیا۔ ایضاً چمن مین گل نے جو کل دعوے جمال کیا ٭ صبا نے مار تھپیڑا منہہ اوسکا لال کیا۔ بعض وقت پورے شعر کا لفظاً لفظاً توارد ہو جاتا ہے اور یہ نادر ہے مگر ذوق و ناسخ کے دو مطلع دیکھنے کے قابل ہین مگر ہم اوسکو توارد نہین کہینگے۔ کیونکہ تشبیہ ایک دوسرے کے بہ مقابل ایکدیگر ہے۔ ایک نے اپنی پستی دکھلائی ہے اور دوسرے نے تعلی و ترقی کا مضمون باندھا ہے۔ ناسخ۔ ؎ مرتبہ کم حرص رفعت سے ہمارا ہوگیا ٭ آفتاب اتنا ہوا اونچا کہ تارا ہوگیا ٭ ذوق ؎ یون تن خاکی مین دل روشن ہمارا ہوگیا ٭ جسطرح پانی کنوئین کی تہ مین تارا ہوگیا۔ اوستاد ذوق کا شعر فی نفسہ لاجواب ہے۔ توارد سے بچنے کے لئے چاہئے کہ ہمیشہ اساتذہ کے کلام کو مطالعہ کیا کرین۔

تصلف یہ کہ شاعر اپنی تعریف مین آپ خود تعلی کرے جیسے ؎

مدت سے مین ہون سرخوش صہباے شاعری ٭ نادان ہے جسکو مجھہ سے ہے دعوے شاعری
ہن وہ ہون جاؤن بزم سخن مین اگر کبھی ٭ خالی ہو میرے واسطے وان جاے شاعری
مجنون سخن کے دشت وبیابان کا مین ہی ہون ٭ آئی ہے میرے حصہ مین لیلاے شاعری
ہر طفل کیا سمجھہ سکے میرا متین کلام ٭ بس اک مین ہون امامی و باباے شاعری

مخالفت یہ کہ ممدوح کا ایسا وصف کرے جو کسی طرح مطابق حال اوسکے نہو۔

تناقضہ ایسا بیہودہ کلام کہ جملہ اولی نقیض ہو جملۂ ثانی کا اول سے آخر تک۔

تنزیل یہ کہ پہلے تو کلام مین تعلی ہو پھر اسکو گھٹا دین جیسے کسی کو پہلے آفتاب سے تشبیہ دین پھر چاند سے اور پھر تارے سے

ابرام۔ مقصود کا مطالبہ اس طرز پر کیا جاے کہ باعث دلتنگی ممدوح ہو۔

سرقہ۔ کسی کا مضمون چوری کر کے اسکو اپنی ملک بنا لینا۔

مسخ غیر کے کلام کے معنی بحال رکھکر صرف الفاظ کو بدل دینا جیسے (میر) ؎ رات ساری تو کٹی سنتے پریشان گوئی ؛ میر جی کوئی گھڑی تم بھی تو آرام کرو۔ (سودا) ؎ سودا تری باتون سے تو آنکھون مین کٹی رات ؛ آئی سحر ہونیکو ظالم کہین مر بھی

سلخ۔ یہ کہ کلام غیر مین اصلاح کا تصرف کہ اسکے ہر ہر لفظ کے عوض مین دوسرے الفاظ بٹھا دئے جائین جیسا ؎ گلا مین جس سے کرون تیرے بیوفائی کا ؛ جہان مین نام نہ لے پھر وہ آشنائی کا۔ ؎ لکھون مین شکوہ اگر اسکی بیوفائی کا ؛ تو پھر تپا نہ ملے جگ مین آشنائی کا۔

نقل یہ کہ مضمون غیر کو اپنی زبان یا اپنی عبارت مین بیان کرے جیسے۔

؎ چشم جانان دیگر و چشم غزالان دیگر است — وضع انسان دیگر و ترکیب حیوان دیگر است
وان دران یوسف فتاد و این درین دلہاے خلق — چاہ کنعان دیگر و چاہ زنخدان دیگر است الخ

(ناسخ) چشم جانان اور ہے چشم غزالان اور ہے — وضع انسان اور ہے ترکیب حیوان اور ہے
ایک یوسف وان گرا تھا یہان گرے دلہاے خلق — چاہ کنعان اور ہے چاہ زنخدان اور ہے

ضلع جگت یہ کہ جس بارے مین تحریر یا تقریر کیجاے اسکے متعلق اسی قسم کے الفاظ کی رعایت ملحوظ رہے اور ذومعنی لفظ استعمال کئے جائین اس سے کلام کا حسن دوبالا ہوتا ہے۔

تنبیہ مینے ایک رسالہ دیکھا ہے جسکا نام ہے سلک سلسل پورا رسالہ اسی صنعت مین ہے مگر بے معنی اور پریشان گوئی کا معدن۔ بات یہ ہے کہ جو تحریر آغاز ہوا انجام تک وہ ایک ہی مطلب پر حاوی رہے۔ مجذوب کی بڑہ کے مانند پریشان گوئی نہو۔ بظاہر ذومعنی الفاظ کی بگت قایم رہے مگر معنی مین فرق نہ آئے اور سامع مقصود کو بے دقت سمجھ لے مثلاً رباعی۔ ؎ آنکھہ ابر بہاری سے لڑی رہتی ہے ؛ اشکون کی ردا منہ پہ پڑی رہتی ہے ؛ دونون آنکھین ہین میری ساون بھادون ؛ یہان سارے برس ایک جھڑی رہتی ہے۔ تعریف عشق ؎ اس پتنگے سے زمانے کے جگر جلتے ہین ؛ گو پرزادہت دور ہین پر جلتے ہین۔ واسوخت امانت از ابتدا تا انتہا اسی صنعت کے اشعار سے مالامال ہے۔

نثر کی مثال ہمارا دل سوز درحقیقت ایک آتش کا پرکالہ ہے شرارت مین اتگا ہے جدائی کی آگ مین کسی کا جلنا بہنا اسکی بلا جانے۔ تفتہ جگر وکنا شریک بزم ہونا حرارہ لائیگا۔ مصلحت اسی مین ہے کہ بالفعل وہی چراغ

خاندان گل کی مجلس کے لئے شمع محفل رہے ۔

تنبیہ کلام کرتے وقت آواز کے زور یا نرمی کی وجہ سے مطلب کا فہم مین آنا آسان امر ہے مگر تحریر مین جب تک خطوط قصیر وقفہ کے لئے نہ کھینچے جائین مقصود کے فہم مین دقت واقع ہوگی جیسے ایک انگریز کا نام رُو تھا ۔ اوسنے ایک فرمان شاہی حاصل کیا جسمین یہ لکھا تھا ۔ روکومت آنے دو ۔ اسکے دو معنی ہوتے ہین ۔ (۱) روکو ۔ مت آنے دو (۲) روکو مت ۔ آنے دو ۔ اسی طرح (۱) فصل پہلی ۔ امامت کے بیان مین ۔ (۲) فصل ۔ پہلی امامت کے بیان مین ۔

تنبیہ عربی اور انگریزی مین ۔ اسقدر وسعت ہے کہ ۔ مثلاً گھوڑے یا گائی کے ہر ہر اعضا کے جدا جدا نام ہین اقسام کے گوشت کے الگ الگ نام ہین ۔ اسی طرح پرندون کے مچھلیون کے ۔ سانپون کے ۔ اسباب خانہ داری کے پیشون اور پیشہ ورون کے کھیلون کے صنعتون کے نام علحدہ علحدہ ہین مگر ہنوز اردو مین اسقدر وسعت نہین پیدا ہوئی ہے لہذا اہل فضل وکمال کی توجہ درکار ہے کہ یہ نقص زبان دور ہو جاے ۔

تنبیہ غلط ہے کہنا کہ آج تقسیم تنخواہ بٹ رہی ہے ۔ انڈے کی پیلی زردی ۔ یا سفید زردی ۔ شب برات کی رات شب لیلۃ القدر کی رات کوہ عرفات کا پہاڑ ۔ لب دریا کے کنارے ۔ سنگ مرمر کا پتھر ۔ آب زمزم یا آبحیات کا پانی قریب المرگ ۔ عند الدریافت ۔ ضامن دار ۔ تابع دار ۔ متلاشی ۔ استطلاب وغیرہ ۔ اسیطرح پاؤن پیدل چلے آیا ۔ آنکھون سے دیکھا ۔ کانون سے سنا ۔ پیٹ مین بھوکھ لگی ہے وغیرہ ۔

جسقدر کہ مین نے علم معانی کے متعلق بیان کیا ہے اُسقدر بیان اردو خوانون کے لئے کافی ہے مگر میرے بعض عربی دان فاضل دوست مجھپر شاید خفا ہونگے کہ بہت سے امور علم معانی کے متعلق جو عربی مختصر معانی وغیرہ مین ہین کیون نہین بیان کیا ۔ لہذا چند امور متعلقات کو بیان کرکے معانی کی فصل کو ختم کرتا ہون ۔

یاد رکھنا چاہئے کہ کلام فصیح وغیر فصیح کی تمیز علم لغت اور صرف ونحو کے جاننے پر موقوف ہے مگر جب تک کہ علم بیان سے واقفیت نہو ۔ ضعف تالیف ۔ تعقید لفظی ۔ تنافر کلمات ۔ وحروف سے بچنا ممکن نہین ۔ اور جو علم کہ مقتضای حال کے موافق معانی مطلوب کے ادا کرنے مین خطا سے بچاتا ہے اسکو علم معانی کہتے ہین اور اسیطرح کلام فصیح کو مقتضاے حال ومقام کے بولنا بلاغت کہلاتا ہے جسکا بیان اوپر گذرا ۔

اب جاننا چاہئے کہ مقتضای حال ومقام مختلف ہوتے ہین ۔ مثلاً کہین تاکید کہین اطلاق کہین ایجاز کہین اطناب اورکہین ذکر کا مقابلہ کسی غبی سے ہوتا ہے پس اسی کو مقتضای حال ومقام کہتے ہین ۔ علم معانی کے متعلق ہمسے

اسقدر اور سن لو کہ کلام کے دو نوع ہین ۔ ایک کلام اخباری ۔ دوسرا انشائی ۔

کلام اخباری کے متعلق امور ذیل ہین مثلاً ۔

(۱) قضایاے حکمی و طبیعی جیسے آب و آتش ۔ خاک و باد ۔ ابر و برق و باران وغیرہ

(۲) تخیلات شعری ۔ مثلاً اخلاق و صفات بشری کو طرح طرح کے مجازی رنگون مین جلوہ بخشین جس سے دل خوش ہو ۔ اور اسکے سننے سے ایک اثر پیدا ہو ۔

(۳) سنین گزشتہ کے حکایات ۔ اور بادشاہون کے کارنامے ۔ اکابر کے تذکرے وغیرہ ۔

(۴) اختراعی اور فرضی قصص اور ناولین جس سے کوئی خاص نتیجہ مقصود ہو ۔ خواہ اخلاقی اصلاح مقصود ہو یا تمدنی

(۵) ذہنی اور درونی خیالات کو اسطرز پر بیان کرین کہ جس سے قوۃ باطنی وغیرہ کے گوناگون تصرفات ثابت ہون ۔

(۶) اسیطرح حکایات وجدانی ۔ فضایل نفسانی اور ملکات روحانی وغیرہ کا ثبوت و اظہار سب اسی کے تحت مین ہے اور پھر اسکے متعلق چند کلمات اور ہین مثلاً انشا و خبری ۔ مسند الیہ ۔ مع اضمار ۔ مع علم ۔ معرف ۔ باسم اشارہ ۔ مسند الیہ موصول حذف ۔ معرف باضافت ۔ تقدیم و تاخیر ۔ قصر وغیرہ جن اساتذہ کا کلام زبان اردو مین سند مانا جاتا ہے غالباً وہ بھی اس سے واقف نہ تھے ۔ یہ امور زبان عربی سے خصوصیت رکھتے ہین نہ کہ اردو سے مگر ہان چونکہ بغیر عربی اور فارسی جاننے کے انسان زبان اردو کا پکا ادیب نہین ہوسکتا ہے لہذا ممکن ہے کہ امور مندرالذکر عربی تعلیم یا محتاج کے ذریعے سے طے ہو لین تو بہتر ہوگا ۔

کلام انشائی کے اتنے اقسام ہین کہ گویا جملہ اصناف سخن پر حاوی ہین ۔ منجملہ اسکے تحت عنوان ہای ذیل چند اقسام بیان کئے جاتے ہین ۔

(۱) امر و نہی ۔ یہ انواع طلب مین سے ہے ۔ خواہ بر سبیل حکومت ہو یا بر سبیل ہدایت یا التماس و عرض ۔ یا سوال یا نیاز و عجز ۔ یا دعا ۔ یا حکم عام ۔ یا منع وغیرہ

(۲) کلام ارمانی و تمنائی جیسے ۔ آرزو ۔ تمنا ۔ افسوس ۔ حسرت پشیمانی وغیرہ

(۳) کلام استعظامی و استعجابی مثلاً کسی کی عظمت یا عجب کا ذکر کرنا ۔

(۴) کلام استفہامی ۔ یعنے پوچھنا ۔ اعتراض کرنا ۔ یہ دو قسم پر ہے ۔ مثلاً استخباری جیسے فرمائیے تو سہی آخر عنقا کیا چیز ہے ۔ آپکا اسم شریف ۔ دوسرا استفہام انکاری یعنے جسکا جواب انکار مین ادا ہو ۔ مثلاً جو شریعت کو چھوڑے کیا وہ خدا کا مقبول ہوسکتا ہے ؟ کیا دنیا مین تا ابد رہوگے ؟ اسکے الفاظ یہ ہین ۔ مثلاً کیا ۔ کیسا ۔ کیا چیز ہے ۔ کیا بات ہے

کیا وہ انسان ہے۔ تم کیا چیز ہو۔ اور کون۔ تم کون ہو۔ کون آیا۔ اور کتنا۔ تعداد کے لئے آتا ہے۔ اور کسقدر مقدار کے لئے۔ کہان کدہر مکان کے لئے۔ اور کب وقت کے لئے بولا جاتا ہے۔

(۶) کلام ندا اسکے اقسام ہین مثلاً یہ کہ کسی کو بلانا۔ ابے اے اجی او میان جناب حضرت وغیرہ۔ دعا۔ یارب۔ یاکریم۔ ای میرے خدا۔

(۱) اپنے نفس کو ندا کرنا جیسے ای نفس پلید آدمی بن۔ ای دل ذرا صبر کر۔

(۲) غائبانہ ندا۔ مثلاً۔ ای یار تیرے ہجر نے تیرے تغافل نے مجھکو کہین کا نہ رکھا۔

(۷) مساوات۔ ایسے کلام کو کہتے ہین کہ جسمین ایک حرف کے گھٹانے یا بڑہانے کی گنجایش نہ ملے۔ جیسے بابا بھلا کر تیرا بھی بھلا ہوگا۔ ہاتھہ لا اوستاد۔ کیون کیسی کہی۔

(۸) ایجاز یعنے الفاظ کم ہون اور معنی کثیر مثلاً جیسی نیت ویسی برکت۔ اخلاق مجسم۔ سراپا خیر وغیرہ۔

(۹) اطناب۔ یعنے کلام مبہم کی توضیح کرنی اور اسکے اقسام ہین۔ مثلاً

۱۔ توشیع یعنے ایک معدود کا ذکر کرکے پھر اسکی تفسیر کرنی جیسے ہین۔ دنیا کی دو تین چیزین پسند ہین۔ ایک خدا کی عبادت۔ دوسری ہمدردی اخوان۔ تیسری عورت۔

(۱۰) تکرار الفاظ جیسے گھٹا بھی کیا گھٹا تھی کہ گھنگھور۔ باغ بھی کیا باغ تھا کہ نمونۂ جنت۔

(۱۱) خاص کو بعد عام کے کسی اظہار فضیلت کے لئے ذکر کرنا مثلاً کل کی مجلس مین سب آئے تھے اور زید بھی۔ میری لیاقت کا تو سب مانتے ہین بلکہ خالد بھی۔

(۱۲) مبالغہ کے لئے ایک زاید جملہ کا بڑہا دینا جیسے ؎ نالہ جاتا تھا پرے عرش کے اوس پار۔ اور اب لب تک آتا ہے جو۔ ایسا ہی رسا ہوتا ہے۔ اگر یہ جملہ جسپر خط کھینچدیا ہے نہ لکھا جائے تو بھی مطلب تمام ہے مگر اس جملہ زاید نے کسقدر اور لطف بڑہا دیا ہے اسکو اہل مذاق کا دل جانتا ہوگا۔

(۱۳) تقدس وعلو کے لئے عز وجل۔ تعالیٰ شانہٗ۔ اعلیٰ مقامہٗ۔ قدس سرہٗ وغیرہ لکھنا۔

(۱۴) دعا۔ جیسے۔ خدا تمہیارے کیے اچھے آدمی ہین۔

غرض ان امور کی پابندی سے کلام پراثر ہوتا ہے ورنہ کچھ نہین خوگیر کی بھرتی کہلاتا ہے۔ بات کرتے وقت ضرور اسکا خیال رہے کہ سامعین کا دل اُچاٹ ہوکر کسی طرح کسی تقریر سے بھاگ نکلنے کی فکر نہ کرتے ہون۔ وہ تو دلین سمجھتے ہین کہ بس تو بس کیجئے اور آپ ہین کہ قسمین دیکر ٹھہلا رہے ہین کہ جناب پانچ منٹ اور توقف کیجئے مین ابھی

اپنی تقریر کو ختم کئے دیتا ہون ۔ تف ہے ایسے تقریر پر ۔ تقریر اسیقدر کرنی چاہیے کہ سامعین اور سننے کے لئے مشتاق رہین اور یہ اپنی تقریر کو بعنوان شایستہ لوگون مین اشتیاق باقی رکھکر ختم کردے ۔

آمد و آورد

کلام کے دو قسم ہین ایک وہ کہ جسمین آورد ہو یعنے یہ معلوم ہوتا ہو خواہ مخواہ بھی اسمین تکلف اور بناوٹ کو دخل دیا گیا ہے جیسے مضمون کی رعایت کے لحاظ سے غیر مناسب الفاظ کو عبارت مین جمع کرنا یعنے دریا کا ذکر ہو تو کشتی و موج ۔ لوٹ پینڈے وغیرہ ۔ اور کشتی کے مذکور پر تمام پہلوانی اور اکھاڑے کے الفاظ کا بھر دینا وغیرہ اسکی تمثیل نو مشقون کے کلام مین مل سکتی ہے ۔

دوسری آمد ۔ یہ وہ کلام ہے جسمین تکلف و تصنع کو دخل نہو ۔ اور اسمین ایک نقطہ بھی بیکار نہو ۔ گو ضلع جگت کے الفاظ ہون ۔ مگر موضوعیت اور مناسبت کے ساتھ برمحل اور برموقع ہون جیسے اشعار ذیل سے واضح ہے ۔ خلیل ۔ ؎

نہ رکھ تصور بتون کا دل مین محل تو بیہ ہر کہ کچھ حیا کر ۔ خلیل کعبہ مین بت پرستی ذرا خدا کر خدا خدا کر

ہم فقیر ایسے ہین پاشا رکھ جاڑا جو لگا ۔ بھاڑ مین تاپنے کو بال ہما کے جھونکے

سر لگا دین ابروئے خونخوار کی قیمت مین آج ۔ اس ضعیفی مین بھی یان تک شوق ہے تلوار سے

سر بوقت ذبح اپنا اسکے زیر پائے ہے ۔ یہ نصیب ۔ اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے

زاغ بھی گر تیرے صدقے مین رہا ہوتا ہے ۔ ار شہ حسن وہ چھٹتے ہی ہما ہوتا ہے

وضو کو مانگ کے پانی خجل نہ کر اے سرور ۔ یہ حال ہے کہ تیمم کو گھر مین خاک نہین

موذن مرحبا بروقت بولا ۔ تری آواز مکے اور مدینے

اشک کے قطرے جو مژگان پہ اکٹھے ہوگئے ۔ خوشۂ انگور کے بھی دانت کھٹے ہوگئے

دل شوریدہ سر نے خاک اڑا کر ۔ بیابان رکھ دیا سر پر اٹھا کر

ان اشعار مین جو الفاظ ہین وہ گویا جزو کلام ہین جن سے کلام کا حسن دوبالا ہوگیا ہے ۔

اب یہان سے علم بیان شروع ہوتا ہے ۔

علم بیان

علم بیان چند موضوع اور مقررہ قواعد ہین جنکے ضبط ذہن کرنے سے ایراد معانی کی قوۃ بطرز مختلف حاصل ہوتی ہے۔ بعض انمین سے اسطرح پر دلالت کرتے ہین کہ جس سے معنی مقصود واضح طور پر سمجھا جاتا ہے اور بعض مین اسکے برعکس یعنے بہ تامل وفکر۔

دلالت ایک شی جب دوسری شی کے وجود یا شناخت کا واسطہ پڑے تو اس فعل کو دلالت کہتے ہین مثلاً دہوان دلالت کرتا ہے آگ کے موجود ہونے پر۔ اسکو دلالت عقلی کہتے ہین۔

اور لفظ اسد دلالت کرتا ہے شیر درندہ پر اسکو دلالت لفظی کہتے ہین۔ لفظ آہ آہ یا آخ تہو۔ ایذا یا نے یا نفرت وحقارت پر اسکو دلالت طبعی کہتے ہین۔ اسی طرح بہت سے دلالتین ہین۔ جیسے دلالت تضمنی دلالت التزامی دلالت مطابقی وغیرہ چونکہ ان دلالتون کا جاننا اردو والون پر لازمی نہین ہے لہذا ذکر اسکا فضول جانکر ترک کردیا گیا۔ علم بیان کے متعلق بہت سے امور ہین جنکا جاننا طالب علم پر فرض ہے۔ اور وہ حسب ذیل ہین:-

تشبیہ یعنے مانند کرنا ایک شی کو دوسری شی کے ساتھہ کسی وصف مین جس شی کو کسی سے مانند کرتے ہین اسکو مشبہ کہتے ہین۔ جس شی کے ساتھہ مانند کرتے ہین اوسکو مشبہ بہ اور تشبیہ والے لفظ کو وجہ شبہ اور مجموعۂ امور مشروط کو ارکان یا ادات تشبیہ کہتے ہین۔ مثال اسکی۔ زید سخاوت مین مثل حاتم ہے۔ زید مشبہ حاتم مشبہ بہ اور سخاوت وجہ شبہ اور لفظ مثل ادات تشبیہ ہے۔ اسیطرح زلف کو سنبل سے آنکھہ کو نرگس سے کمر کو بال سے۔ دہن کو غنچہ سے۔ سخی کے ہاتھہ کو ابر باران سے۔ دانت کو موتیون سے ہونٹ کو یاقوت سے تشبیہ دیا کرتے ہین ~~ع~~ زلف سنبل رخ ہے گل اور چشم بادام سیاہ ؛ قد ہے سرو بوستان اور لب ہے یاقوت یمن۔ سراپا واسوختین قصاید اور مثنویات مختلف تشبیہون سے بھرے پڑے ہین۔ اگر وجہ تشبیہ کلام مین مذکور نہو تو اسکا نام تشبیہ مجمل ہے۔ جیسے نواب ابو العلم ایک دریا مواج ہین یہان وجہ تشبیہ مذکور نہین۔ اگر وجہ تشبیہ مذکور ہو تو اوسکو تشبیہ مفصل کہتے ہین جیسے نواب ابو العلم باعتبار علم وفضل کے ایک مواج دریا ہین یہان علم وفضل وجہ تشبیہ مذکور ہے۔

یہ تشبیہ عموماً دو قسم پر ہے (اوّل) تشبیہ حسّی یعنے جو حواس خمسہ کے ذریعہ سے سمجھہ مین آسکے۔ چونکہ حواس پانچ ہین لہذا مثالین بھی اسی قدر مرقوم ذیل ہین۔

مثال دیکھنے کی ~~ع~~ سنکے یہ مژدۂ جان بخش جو مین کھولی آنکھہ ؛ اشعۂ نور کی سی مجھکو نظر آئی جھلک۔

مثال سونگھنے کی ؎ چمن مین کسکی مدارات ہے بتا تو نسیم ۔ کہ صبح غنچون نے سب عطر دان کھولدئے۔
مثال چکھنے کی ؎ خون جگر شراب ترشح ہے چشم تر ۔ ساغر مرا گر نہین ابر بہار کا۔
مثال چھونے کی ؎ جس کف پا کو برگ گل ہو خار ۔ حیف ہے گر وہ خار سے ہو فگار
(دوم) تشبیہ عقلی جیسے تشبیہ دی بے سود کی نقش برآب سے خلق کی عطر سے۔ ایمان کے نور سے۔ کفر کی ظلمات سے وغیرہ۔ اسکے بہت سے اقسام ہین (۱) مفرد جیسے ؎ یون جلوہ گر ہے سرو کا سایہ کہ جسطرح ۔ کوئی سیاہ مست پڑا ہو کنار جو۔ (۲) مرکب ؎ رقص مین وہ مہروش ہے اسطرح سے جلوہ گر ۔ جیسے آب موجزن مین عکس ہو خورشید کا۔
یہ شعر نہایت بلیغ ہے وجوہ تشبیہ اسمین متعدد ہین یعنے معشوق کا رقص کرنا رقص مین آگے بڑہنا پیچھے ہٹنا۔ ہاتھہ پھیلانا چکر لگانا سمٹ کر بیٹھہ جانا۔ پس آفتاب کے عکس کا دریا مین گرنا۔ پانی کی حرکت مضطرب سے۔ مہر درخشان کے عکس کا آگے پیچھے بڑہنا ہٹنا۔ کبھی طولانی شکل نظر آنا۔ کبھی سمٹ کر قرص بنجانا یہ ایک عمدہ مثال تشبیہ مرکب کی ہے۔
تشبیہ مطلق۔ یعنے تشبیہ کے جملے مین حروف تشبیہ کا موجود ہونا جیسا ؎ صبح رخسار یار کی سی ہے ۔ شام زلفون تارکی سی ہے
تشبیہ کنایہ۔ کسی چیز کو کسی چیز کے ساتھہ کنایۃً تشبیہ دینا مثلاً ؎ بلبل ہوے سب ہزار جی سے ۔ اک گل کا نہ پتا لگا کسی سے۔ بلبل یعنے عاشق اور گل معشوق۔
تشبیہ مشروط وہ تشبیہ جو کسی شرط کے ساتھہ ہو جیسا ؎ سرو گر باغ مین روان ہوگا ۔ تیرے قامت سا بیگمان ہوگا۔
تشبیہ عکس دو شئے کے بایکدیگر مساوی تشبیہ ہو خواہ وجہ تشبیہ دونون مین ایک ہو یا جدا جدا جیسا ؎ شاہ کے ہاتھہ مین مل گل سی ہے ۔ ماہ کے ہاتھہ مین گل مل سا ہے۔ ؎ صبح ہوتی ہے شام سے نیلی ۔ شام ہوتی ہے صبح سے پیلی۔
تشبیہ مساوی یہ کہ شاعر ایک وصف کو معشوق کے ایک وصف سے تشبیہ دے مثلاً ؎ تنگی ترے دہان نے مرے دل سے سیکھہ لی ۔ تیری کمر سے جسم مرا لاغری میان۔
تشبیہ اضمار یہ کہ متکلم تشبیہ دینے کے بعد یہ ظاہر کرے کہ مقصود اپنا تشبیہ نہین ہے حالانکہ مقصود وہی ہے مثلاً ؎ تو اگر شمع ہے جلنا مرا کسواسطے ہو ۔ تو اگر ماہ ہے مین کسلئے گھٹتا جاؤن۔ مطلب یہ ہے کہ مین جل رہا ہون اور مین گھٹ رہا ہون
تشبیہ تفضیل وہ یہ ہے کہ پہلے تشبیہ تو دیجائے مگر پھر اس سے منحرف ہو کر مشبہ کو مشبہ بہ پر ترجیح دین مثلاً ؎ اسلئے تو نہین ہے چرخ و ماہ ۔ کہ انہین ایکدم نہین ہے قرار ۔ بلکہ ہے تجھسے چرخ کو تمکین ۔ اور ہے تجھہ سے ماہ کو نہار۔
آدات تشبیہ یہ ہین۔ جون جیسا جیسے مانند مثل۔ سا سے۔ وغیرہ مگر جس تشبیہ مین آدات تشبیہ محذوف ہون وہی تشبیہ عمدہ سمجھی جاتی ہے جیسے۔ حضور تو بیشک نوشیروان وقت ہین۔ آپ ایک دریا سے مواج ہین۔

مجاز لفظ کے معنی موضوع لہ کے غیر معنی مین مستعمل ہونیکو مجاز کہتے ہین۔ جیسے کہتے ہین کہ آج آسمان کے دروازے کھل گئے ہین۔ یعنے بارش خوب ہورہی ہے۔ آج اناج برس رہا ہے۔ ایسی بارش کو کہتے ہین جو بر وقت برسے جس سے زراعت خوب ہو۔ یعنے بے موسم نہ برسے۔ آج مینے زید کی صورت نہین دیکھی۔ یعنے ذات زید کو۔ آج آپ کا چولھا گرم ہے یعنے پخت و پز ہورہا ہے۔ آپ دیکھئے اور مین نہال ہوچکا۔ یعنے نہ آپ دینگے اور نہ مین نہال ہونگا۔ آج تو آپکی باچھین کھل گئین یعنے خوش ہو۔ بعض وقت استعمال محل کا بمعنی حال ہوتا ہے جیسے جلسہ برخاست ہوا یعنے اہل جلسہ نے برخاست کی۔ بعض وقت آلہ کو بجاے شی استعمال کرتے ہین جیسے یارب مجھکو شیرین زبان کر یعنے شیرین سخن۔ بعض وقت بدل بمنزلہ شئے مستعمل ہوتا ہے جیسے زید کا قوت اسکے باغ پر منحصر ہے۔ یعنے ماحصل باغ پر۔ بعض وقت ایک وصف مذکور کرتے ہین مگر مقصود اسکے خلاف ہوتا ہے۔ آپ بڑے بہادر ہین یعنے بزدل۔ آپ بڑے نجیب ہین بلکہ انجب یعنے کنیزک زادہ۔ ولد الجاریہ انجب۔ بعض وقت ذکر آلہ سے اوسکا وصف مراد ہوا کرتا ہے مثلاً کیا تمکو کان نتھے یا آنکھین نتھین جو نہ سنا نہ دیکھا۔ یعنے سماعت و بصارت۔

استعارہ لغت مین عاریت طلب کرنے کو کہتے ہین اور یہ قسم مجاز سے ہے اصطلاح مین اسکو کہتے ہین کہ ایک لفظ جو معنی حقیقی رکھتا ہو شاعر اوسکو اوس معنی سے معنی مجازی کے طرف نقل کرکے بسبیل عاریت کے استعمال کرے بشرطیکہ بعید الفہم نہو جس سے کلام مین ایک رونق جاے جیسے؎ چشم دولت نے ضیا تیرے کرم سے پائی ؛ باغ دانش نے صفا تیرے قدم سے پائی۔ دولت کو چشم اور دانش کو باغ سے استعارہ کیا۔ ایسا ہی وہ بڑا خود ماغ ہے کہتے ہین یعنے مغرور ہے۔

اسیطرح دایۂ بہار استعارہ ہے بارش سے اور مرغ زرین بال آفتاب سے۔ ایطرح یہ شعر؎ حنائی دست نے ابر سیہ موتی برساے ؛ شب تاریک جب گذری ہوا اک ماہ نو پیدا ؛ یہ استعارہ ہے اس امر سے کہ معشوق نے بعد غسل کے تمام سر کے بالون کو اپنے منھ پر ڈال لیکر قطرات آب کو مہندی بھرے ہاتھون سے خوب جھٹکا پھر بالون کے بیچون بیچ مانگ نکال کر لٹون کو نصف ادہر نصف ادہر کرتے ہی چہرۂ روشن مہ نو کی طرح نظر آنے لگا اور یہ عادت عموماً عورتون کی ہے کہ بعد غسل کے بال سکھلاتے وقت ایسا ہی کیا کرتے ہین۔ اسیطرح شعر؎ عاشق زلف ہون کچھ پوچھئے مت ؛ کہ میرا حال ہی خود ناطق ہے یعنے پریشان ہون۔

کنایہ صفات لازم کو بجاے ملزوم کے استعمال کرنے کو کنایہ کہتے ہین مثلاً؎ بلبل ہوے سب ہزار جی سے

گل کا نہ پتا لگا کسی سے ۔ گل سے مراد خواہان و عاشق ہے ۔ اب کنایہ کے اقسام دیکھئے ۔

کنایہ قریب وہ ہے جسمین واسطے کم ہون ۔ جیسے چشم فلک کنایہ ہے آفتاب سے اور فردا کنایہ ہے فردائے قیامت سے

کنایہ بعید وہ ہے جسمین واسطے زیادہ ہون ۔ جیسے حیوان ناطق بسبب جسم نامی و ذی فہم کامل و متحرک بالارادہ ہونیکے کنایہ ہے ذات انسان سے ۔ اسی طرح ہاتھ کھینچنا کنایہ ہے قناعت سے اور پاؤن پھیلانا کنایہ ہے حد معینہ سے تجاوز کرنے سے مثلاً ع ہاتھ کھینچے پاؤن پھیلاتے ہین ہم ۔ اسی طرح سادہ لوح کنایہ ہے احمق سے اسیطرح پولیٹیکل آدمی کنایہ ہے کج پیٹ مکر و فریب والے زمانہ ساز آدمی سے ۔ اسی طرح کہتے ہین بطور طعن کے آپ بڑے بزرگ ہین ۔ اور تم بڑے بھلے آدمی ہو ۔ اسی طرح ٹھانہ کہتے ہین پست قد آدمی کو ۔ کالے بال سے مراد ہے موئے زیر ناف ۔ یہ عام محاورہ ہے ۔ بعض لوگ ناواقفی کے وجہ سے پست قد آدمی کو ٹھینگنا کہتے ہین یہ سخت نامہذب گالی ہے البتہ زیادہ پست قد کو بونا کہہ سکتے ہین ۔ ٹھینگنا بد لفظ ہے ۔

مبالغہ وہ ہے کہ متکلم کسی چیز کی صفت یا ذم مین اسقدر زیادتی کرے کہ حد سے گذر جائے یہانتک کہ وصف مذکور کا سننے والا اسکو محال یا صریح جھوٹھ سمجھے مثلاً ؎ مرا سینہ ہے مشرق آفتاب داغ ہجران کا ٭ طلوع صبح محشر چاک ہے میرے گریبان کا ٭ ایضاً ؎ رونے کی طرز ابر نے مجھسے اوڑائی ہے ٭ بجلی نے مجھسے سیکھا ہے ڈھنگ اضطراب کا ٭ اور اسکے اقسام ہین **تبلیغ** ۔ وہ کہ مدعا عادۃً ممکن ہو جیسے ؎ مرگئے ہم وہ روانہ ہوگئے ٭ رات کے جاگے تھے دن بھر سوگئے ۔ پس ممکن ہے کہ معشوق کے جانیکے بعد یا ساتھ ہی یہ مرگیا ہو یہ ایک اتفاقی حادثہ ہے ۔ **اغراق** وہ کہ مدعا از روئے عقل کے ممکن ہو اور از روی عادت کے محال ہو ۔ جیسے ؎ کسکی فرقت سے اندون صیاد ٭ میری آنکھون مین خواب عنقا ہے

غلو ۔ وہ کہ عقلاً اور عادۃً ہر دو طرح محال ہو جیسے ؎ لپٹے تھے جو بال کر دلون مین ٭ بل کھاگئی تھی کمر لڑون مین ۔ پس بالون کے پیٹنے سے کمر کا پیچ کھانا محال ہے عقلاً و عادتاً ۔

ارصاد شعر کے ختم کرنے سے پہلے قراین سے قافیہ کا معلوم ہوجانا ۔ مثلاً زلف کا وصف بیان ہوتا ہو تو لام و دام قافیہ ہوگا ۔ غسل کا ہو تو حمام ۔ اور حج و بیت اللہ کا ہو تو احرام قافیہ ہوگا ۔ اسیطرح نبات و قند کا ذکر ہو تو انگبین قافیہ ہوگا اور سانپ یا مار کا ذکر ہو تو آستین کا قافیہ ہوگا وعلی ہذا القیاس ۔ یہ بات ذہن کی رسائی پر موقوف ہے ۔

ایہام اسکو کہتے ہین کہ کسی جملے کے مشہور و ظاہر معنی چھوڑ کر اس سے برعکس معنی مراد لیے جائین یا قریب قریب کوئی اور معنی مثلاً آپکے برابر مبارک یا سبز قدم دوسرا کون ہو سکتا ہے یعنے منحوس قدم ع ہوا منصور سے نکتہ یہ حل آج ٭ حلاج اور حل آج صنعت ایہام ہے اسی طرح اشعار ذیل ؎ چٹھی چپکا کے بھیجے اونہین خط ٭

چھیڑے ہوئے یک ایک صورت سے ؎ آئینہ اونکا ٹوٹ گیا پھیر ہاتھ سے ڈاب کوئی منھ دیکہ انکی صورت نہین رہی۔
ایضاع کونسا دل ہے جہان گھر نہین تیرا۔ ای عشق یعنے تصرف تیرا۔ بھلا آپکے برابر کوئی عقلمند بھی ہے یعنے احمق کیا سکان کا قبالہ لادون یعنے جائیے کب تک بیٹھے رہوگے ۔
مشاکلہ ایک شی کو اس لفظ کے ساتھہ ذکر کرین جو اسکے غیر کے واسطے موضوع ہو مثلاً ؎ بدی کی تو نے یک بدی ہے جزا ۂ جو تو مرد ہے کر بُرے کا بھلا ۔
مراعات کئی چیزین جو ضد ایکدیگر ہنون مسلسل مذکور ہون مثلاً ؎ خط بڑے ہے زلفین بڑہین کاکل بڑہے گیسو بڑہے او حسن کے سرکار مین جتنے بڑے ہے ہندو بڑے ہے۔ خط زلف کاکل گیسو باہم مناسب ہین ضد ایکدیگر نہین ہین ۔
مزاوجہ ایسا بیان کہ ہر حالتین نتیجہ واحد نکلے مثلاً ؎ گر کرون آہ تو زبان جلے ۂ نکرون (تو) مغز استخوان جلے۔
ہر دو حالتین جلنا لازمی امر ہے مثلاً ؎ ماہ نو ہے مثل ابرو لیکن اسکا رو نہین ۂ ماہ کامل صورت رو ہی مگر ابرو نہین ۂ یعنے اس سے نہ اپنا مطلب حاصل ہوا نہ اوس سے پس نتیجہ واحد نکلا ۔
تجاہل عارفانہ جان بوجھکر انجان بنا ۔(جرات) ؎ صنم کہتے ہی تیرے بھی کمر ہے ۂ کہان ہے کسطرف ہے اور کدھر ہے
رجوع پہلے ایک بات کا اقرار کرنا اور پھر اوس سے انکار کر جانا جیسے ۔ ہاے کینے میرا دل جلا ہی ڈالا۔ توبہ توبہ غلط کہا ۔ مجھکو دل ہی کہان تھا کہ کوئی اسکو جلائے یا ٹھنڈا کرے۔ یا معاملہ اسکے برعکس ہو کہ پہلے انکار ہو۔ اور پھر اقرار۔
تجرید اپنے نفس کو مخاطب کرکے گلا کرنا مثلاً ؎ نزکہ تصور بتون کا دلمین محل تو یہ ہے کچہ حیا کر ۂ خلیل! کعبہ مین بت پرستی!! خدا خدا کر خدا خدا کر۔ یا صرف خطاب کرنا ؎ عفو صاحب آبرو رکھ لی گناہون نے مری ۂ ورنہ محرومی زرحمت تھی قیامت حشر مین ۔ ؎ عفو تنے کبھی نہین دیکھی ۂ سیر تجانہ مین خدائی کی ۔
تلمیح یعنے شعر مین کسی مشہور قصے کیطرف اشارہ کرنا ۔ جیسے حضرت موسیٰؑ و آدمؑ کا قصہ اشعار ذیل مین مثلاً ؎

کیا فرض ہے کہ سبکو ملے ایک سا جواب ۂ آؤ نا ہم بھی سیر کرین کوہ طور کی
نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے ہین لیکن ۂ بڑے بے آبرو ہوکر ترے کوچے سے ہم نکلے

متفرق ابواب

اب ہم بیان ۔ سے بعنوان متفرق بہت سے مفید معلومات کو قلمبند کرتے ہین کہ طالب علم کو آسانی ہو ۔
محاورہ یا اصطلاح اہل زبان اگرچہ بنا و اسکی اتفاقی ہے۔ گر موجد اسکے پاکیزہ مزاج۔ عالی فکر اور صاحب ذہن رسا گذرے ہین ۔ لہٰذا عوام الناس پر انکی تقلید واجب ہے۔ یعنے جس محاورہ کو اہل زبان جسطرح برتتے ہین

خاص و عام کے لئے وہی استعمال جایز سمجھا جائیگا۔ گو معنی اسکے ٹھیک نہون مثلاً کہتے ہین کہ بچھو کاٹا حالانکہ بچھو کاٹتا نہین بلکہ ڈنک مارتا ہے مگر محاورہ وہی ہے اسی طرح بچھو اتارنا محاورہ ہے حالانکہ بچھو کا زہر اتارتے ہین۔ ذیل کے محاورون کو دیکھو۔

محاورہ ہے ۔ ہانڈی ابل گئی ۔ حالانکہ ۔ ہانڈی کا مظروف ابلتا ہے ۔ اسی طرح
" ہانڈی پک گئی ۔ حالانکہ ۔ ہانڈی کا مظروف پکتا ہے ۔ اسی طرح
" پرنالے چلتے ہین ۔ حالانکہ ۔ پرنالون کا پانی بہتا ہے ۔ اسی طرح
" گالیان کھاتے ہو ۔ حالانکہ ۔ گالیان سنتا ہے کوئی کھاتا نہین ۔ اسی طرح
" صاحب میز کھا رہے ہین ۔ حالانکہ ۔ میز پر کھانا کھایا جاتا ہے ۔ اسی طرح

اگر کہا جائے کہ اوسنے داڑھی چھوڑ دی تو اسکے معنی اور ہونگے اور شراب خواری اسکے معنے ترک ہونگے اور ٹٹی چھوڑ دی اسکے کچھ اور معنی ہونگے ۔ اسی طرح آتشبازی چھوٹ گئی اور بری عادت چھوٹ گئی انہین فرق بین ہے اسیطرح حقہ یا چلم پیا کہتے ہین حالانکہ دہوان کھینچا جاتا ہے ۔ پوچھا کرتے ہین کہ یہ راستہ کہان جاتا ہے ۔ اسکو غذا نہین پچتی ۔ کوئی تدبیر نہین چلتی ۔ سکہ چلتا ہے ۔ حالانکہ راستے ۔ غذا ۔ تدبیر اور سکے کو چلنے کیلئے پاؤن نہین ہین اسی طرح محاورہ مین آزاد شخص کو شتر بے مہار کہتے ہین ۔ احمق کو سادہ لوح ۔ غصیلے کو آگ کا پولا ۔ ملازم پیشہ کو آدمی کہا کرتے ہین ۔ اسی طرح بولنا پرندون کیلئے خاص کیا گیا ہے ۔ اور کہنا انسان کے لئے ۔ اور کہتے ہین کہ اسکا مول کھڑا کر دو یعنے ٹھہرا دو ۔ اور فساد کھڑا ہوگیا یعنے قایم ہوگیا ۔ میرا پاؤن سو گیا یعنے بےحس ہوگیا ۔ اسی طرح جانور کے ہون تو کہتے ہین بچے جیسے بلی کا بچہ بکری کا بچہ لڑکا یا لڑکی نہین کہینگے ۔ کتے کے ہون تو پلے سانپ کے ہون تو سپنولئے ۔ مگر سوائے اس زبان اردو کے اور زبانون مین مختلف حیوانون کے بچون کے جداگانہ نام موجود ہین اسی طرح ہر چند چلہ چالیس دن کا ہوتا ہے مگر بعض وقت کم میعاد کی مدت کو بھی کہتے ہین مثلاً اس عمل کا چلہ صرف سات یا گیارہ دن کا ہے یا بیس دن کا ہے ۔ اور کہتے ہین اس عطر کو دیکھو تو کیا خوشبو ہے یعنے سونگھو اور کہتے ہین یہ تدبیر تو بائین ہاتھ کا کام ہے یعنے سہل کام ہے ۔ اسی طرح انکا مکان کھتاف مین ہے یعنے بہت دور ہے کوہ قاف کا مخفف ۔ اور آپ ایک مست فقیر کے دیکھنے والے ہین یعنے مرید ہین کسی مجذوب کے ۔ جلد انسان یا حیوان کو چمڑا اور کھال کہتے ہین اور درخت کی ہو تو چھال ۔ عمارات کے نسبت کہینگے کہنہ اور قدیم پرانی اور انسان کے نسبت خرانٹ ۔ دیرینہ پُراتم ۔ وجود متبرک کے لفظ استعمال کرینگے ۔

وضع الفاظ کے نسبت ایک زمانہ کی تحقیق کے بعد میرا یہ خیال ہے کہ اُردو بامے قوم نے ہنوز اسطرف کامل توجہ نہین کی ہے اور بہ مناسبت محل و توسیع الفاظ موضوع نہین کئے گئے بادشاہی زمانہ مین لایق لوگون کی توجہ صرف فارسی عربی کے طرف رہی اردو مین صرف شعرا کا منظوم کلام نظیراً سند لیا جاتا تھا چنانچہ ابتک یہی صورت ہے اب اگر علم دوست حضرات توجہ فرمائین تو بہت کچھ اصلاح و ایجاد ہو سکتی ہے ۔

مختلف آوازون کے نام یاد رکھو

شیر کا غرانا ۔ یا ڈکارنا ۔ گھوڑے کا ہنہنانا ۔ بلی کی میاؤن ۔ کتے کا بھونکنا ۔ گدھے کا رینکنا ۔ بندرون کی کچ کچ ۔ چڑیا کی چونچون چیل کی چلچلاہٹ ۔ کوے کی کائین کائین ۔ مینڈک کی ٹرائین ٹرائین ۔ چوڑیون کی جھنکار ۔ سانپ کی پھنکار روپیون کی چھن چھناہٹ ۔ گھنگھرو کی گھنک ۔ نوبت کی دھون دھون ۔ چھیتے کی چرخ چون ۔ ڈنکے کی گرم دم ۔ بندوقون کی ٹھائین ٹھائین ۔ توپون کی دہائین دہائین ۔ گاڑیون کی گڑگڑاہٹ ۔ ہوا کی سائین سائین ۔ گائی بیل کی ہمبین ہمبین ۔ بکرے کی مین مین ۔ چھپکلی کی چپ چپ ۔ مچھڑون کی بھن بھناہٹ ۔ گنبد کی صدا (اسکو انگریزی مین ایکو کہتے ہین یعنے لوٹکر آنیوالی آواز ۔ اردو مین اسکے لئے کوئی خاص لفظ نہین) دریا کا شور ۔ اونٹ کا بلبلانا ۔ فاختے کی کوکو ۔ قمری کی حق سرہ ۔ ایسی صدہا الفاظ بلحاظ مواقع مکانی یا زمانی وضع کئے جانے ضرور ہین ۔

بعض اشیا کا وصف خاص لفظون کے ساتھہ کیا جاتا ہے مثلاً دریا بے پایان یا بے کنار ۔ صحرائے لق و دق ۔ عمارات عظیم الشان ۔ کف دست میدان ۔ بحر مواج ۔ گھٹا ٹوپ جنگل ۔ ابر محیط یا مطیر ۔ گھنگھور گھٹا ۔ دیوزاد گھوڑا ۔ فولاد جگر پریزاد آہو ۔ جنگی پہلوان ۔ گھن گرج توپ ۔ سگے تابعداریان ۔ طمطراق کی سواری ۔ شاہانہ مزاج ۔ گھمسان لڑائی ۔ کافر دشمنی ۔ گاڑہی دوستی ۔ رعنا جوان ۔ کشیدہ قامت ۔ وعدہ واثق ۔ عزم مستقل ۔ قصد مصمم ۔ انکار بحت ۔ طبیب حاذق ۔ عالم اجل ۔ شافی مطلق ۔ ناآشنائے محض وغیرہ ۔

تجنیسی الفاظ کو دیکھو

سمایا ۔ سم آیا ۔ کمایا ۔ کم آیا ۔ دیکھہ لایا ۔ دکھلایا ۔ پیت لی ۔ پتلی ۔ بودیگا ۔ بو دیگا ۔ مڑلا ۔ میلا ۔ شبکہ ۔ شب کا ۔ مکان ۔ من کا ۔ پاپا ۔ پایہ ۔ شادی ۔ شہ دی ۔ لالہ ۔ لالا ۔ شرمانا ۔ شرم آنا ۔ آئینا ۔ آئینہ ۔ حل آج ۔ حلاج ۔ اس لام کو دیکھو ۔ اسلام کو دیکھو ۔ (علی ہذا القیاس)

تجنیسی الفاظ بہ املای مختلف

تمزہ ۔ مہر دہ ۔ فقر ۔ فخر ۔ سرف ۔ صرف ۔ خال ۔ قال ۔ سور ۔ صور ۔ شصت ۔ شست ۔ آذر ۔ آزر ۔ عمل ۔ امل ۔ شاق ۔ شاخ ۔ ایال ۔ عیال ۔ الف ۔ علف ۔ حال ۔ ہال ۔ الم ۔ علم ۔ ارب ۔ عرب ۔ خان ۔ خوان ۔ خواب ۔ قاب ۔ ندا ۔ صدا ۔ سد ۔ صد

عام. آم. سفیر. صفیر. مضار. مزار. ثواب. صواب. اثیر. اسیر. حصین. حسین. تخلیہ. تعلقہ. قفا. خفا. سدرہ. صدرہ.
ثمر. سمر. ثنا. سنا. صلاح. سلاح. حاجی. ہاجی. صفرا. سفرا. علیم. الیم. عاجل. آجل. صورۃ. سورۃ. قلیل. غلیل.
جال. جعل. محب. مہیب. بل. لال. مناصب. مناسب. خطا. ختا. سقط. سخت. راضی. رازی. معمر. اثر.
معدہ. میدہ. حار. ہار. نقطہ. نکتہ. بعض الفاظ متحد الصوت والہجا ہیں مگر متعدد معنی کرتے ہیں جیسے ذیل
مرقوم الفاظ. گیا. بالی. کر. دانا. شام. لال. جام. آیا. جلا. مانگ. نہال. ڈالی. ایسے بہت لفظ ہیں بعض
صحیح الفاظ عوام الناس کے کثرت استعمال سے بگڑ کر کچھ کا کچھ ہو گئے ہیں. مثلاً جسکے پاس روپیہ ہو تو کہتے
ہیں کہ یہ شخص پیسندار ہے. سوچنے سے معلوم ہوا کہ یہ پس انداز کی خرابی ہوئی ہے. اسیطرح تارخان. غالباً
طاہر خان ہوگا. ایسے صدہا لفظ ملینگے جن پر عوام نے اپنا تصرف کر لیا ہے. اب ہم چند ایسے اغلاط کی فہرست دیتے
ہیں جو بعض پڑھے لکھے حضرات سے بھی وقوع میں آتے ہیں. صرف صحیح اور غلط کا عنوان دیکھ لو.

غلط الفاظ کی صحت

غلط	صحیح	غلط	صحیح	غلط	صحیح	غلط	صحیح	غلط	صحیح
الحاق. پیرہن	ارخالق	خشخش	خشخاش	طوطیا	توتیا. سرمہ	مکلکن. مدرسہ. متشددہ. طلبئیر. مذبغ. پوتاتے. مثالیعین بلا مذین. اساییان. نسرالدین. الف لام غلط ترکیب		فلا بین	فلالین
الاتیچی	الاچی	عوزداد	عزداد	عجوزہ	عجوز			جرنیل	جنرل
انانیت. عوور	انائیت	داوات	دوات	ہمشیرہ	ہمشیر			گدڑی	گدڑی
المضاف. زعفرنا	المضاعف	دف الوقتی	دفع الوقتی	غازالدین	غازی الدین			زری گونا	زری کہنہ
ازاد	زیادہ	ولان	دالان	یا بتہ	یابت	اروادہ	ارادہ	مردار سنگ	مرداسنگ
آئینہ بندی	آئین بندی	دروغہ	داروغہ	کمخواب	کمخا بہ	افراتفری	افراط تفریط	سبندی	سپہ بندی
با دالتد	با واللہ	دوائین	دواوین	لاچار	ناچار	اوبرو	عیدروس	فوق البٹرک	فوق البرق
با ہمدیگر	باہم. بایکدیگر	زادوبوم	زادوبوم	تلاشی	تلاشی	اسشام	اشامپ	لیلام	نیلام
بطلیموسس	بطلیموس	سا یچق	ساچق	متصدع	متصدع	بے فراغت	بفراغت	نوٹس	اتو
بوتاتٹ	بیوتات	سفیل	فصیل	مختیار	مختار	بے مفعول	مفعول	لالٹین	لانٹرن
بیانہ	بیعانہ	سرشتہ	سررشتہ	مرفع الحال	مرفہ الحال	بجادہ	بزادہ	بے تہی	تہی
پس غیبت	غیبت	سانگی	صحنک	معہ	مع	بجاز	بزاز	ہمام دستہ	ہاون دستہ
تا بعدار	تابع	شابش	شاباش	لاوبالی	لاابالی	بوشام	ہٹن	میمور مرور	مترود
تا الی الآن	الی الان	شانزدہ	شانزدہ	مترجم	مترجم بہ تشدید	بوتل	بابل	مرغ	مرغ
جلاب	مسہل	سیوائے	سوائے	مشکور	شاکر	بے ناٹک	ناحق	نخلو یا نکھلو	لکھنو
قی	مقی	شوشہ	شعشعہ	مضمون	مضمون بے ہمزہ	سگز	شکر	قبوتر	کبوتر
ینیجرہ	پنجرہ	صلاح سمرقندی	صلاے سمرقند	ملیدہ	مالیدہ	ٹاٹ باقی	تار باقی	چپراسی	چپراسی
تا ہنوز	ہنوز	طال العمرہ	اطال عمرہ	والا نہ	والا. ورنہ	تار تلا	تار طلا	مہندی حسنی	مہندی حسن
تالاش	تلاش	سنگ مرمر کا پتھر	سنگ مرمر	نامحروم	محروم	تلسنے تشنے	لعن و تشنیع	یہاں	یہاں
تقنما	تمغا	نان کی روٹی	نان کی روٹی	مہربانگی	مہربانی	تاشہ	تماشا	وہواں	وہاں
چلیمچی	سیلاچی. سلیچی	شب برات کی رات	شب برات یا برات کی شب	اہجم	حجم	ترسنوہا	توبۃ النصوحا	یہیں	یہیں
چکو	چاقو	شب لیلۃ القدر کی رات	شب قدر. یا لیلۃ القدر یا قدر کی رات	یگانگت	یگانگی	بک بک جک جک	تق بق جق جق	بھوین	وہیں
خذف. ٹھیکری	خزف			ذیل کے جملہ الفاظ کی ترتیب غلط ہے ترتیب. برنف. برتیم. بیچ رب.		بیچ منڈل	بدیع منزل		
خرجی	خر بین					غرفش	غرتشش		

اسی طرح بڑے بڑے مشہور نامی لوگون سے بھی حسب ذیل غلطیان ہو جاتی ہین مثلاً قایم کا قافیہ عالم باندھا گیا ہے۔ اسیطرح کافر کو کافر۔ کاظم کو کاظم۔ ظالم کو ظالم۔ استعداد کو استداد۔ استعمال کو استمال۔ استعال کو استیعال۔ ترحم کو ترحم۔ توجّہ کو توجہ۔ قرض کو قرض۔ نقارہ کو نقارہ۔ نقص کو نقص۔ طبابت کو طبابت۔ مترجم کو مترجم۔ موافقت کو موافقت اور معاملہ کو معاملہ۔ مقابلہ کو مقابلہ۔ ترجمہ کو ترجمہ۔ سلسلہ کو سلسلہ کہا کرتے ہین یعنے متحرک کو ساکن مشدد کو مخفف یا اسکے برعکس لفظ کہا کرتے ہین اسی طرح لفظ علوّ۔ غلوّ۔ نموّ۔ محل وغیرہ مین اخر حرف پر تشدید واقع ہے۔

متفرق الفاظ کی تحقیق

زیارت دکن مین تیجے کو کہتے ہین۔ مگر اہل اردو بمعنی ملاقات استعمال کرتے ہین۔

رسم جیسے دکن مین کہتے ہین کہ شادی کا رسم نکلا ہے یا مہندی کا یا سانچق کا رسم نکلا ہے مگر ہند مین یہ لفظ ان معنون پر مستعمل نہین ہے مثلاً کہتے ہین بدھاوا جا رہا ہے جوڑا جا رہا ہے سانچق نکلی ہے منگنی جا رہی ہے۔ رسم کا لفظ اور معنون پر مستعمل ہوتا ہے جیسے کہتے ہین کہ ہمارے خاندان مین قدیم سے یہ رسم چلی آتی ہے۔ یہان جس شی کو میانہ کہتے ہین اسکو اہل ہند فینس کہتے ہین مگر بعض لوگ غلطی سے پینس بھی کہتے ہین۔ مگر ضرور اسکا خیال رہے کہ زبان انگریزی مین پینس کے معنی عضو تناسل کے ہین۔ ہرگز اس لفظ کا استعمال نہ کرین۔ کیونکہ جب زبان عادی ہو جائیگی تو شاید کسی انگریزی دان کے روبرو بھی یہی لفظ منھ سے نکل پڑے۔ میانہ ہندوستان مین اسکو کہتے ہین جو پٹ کھلا اور پوشش دار ہو۔

رنڈوا اس مرد کو کہتے ہین جسکی عورت مرگئی ہو۔ دُہلا وہ شخص ہے جسکی دوسری شادی ہوئی ہو۔ بیاہا جسکی شادی ہوئی ہو۔ مانگا جسکی منگنی ہوچکی ہو۔ بعض خاص وصف کے لئے بعض خاص لفظون کے استعمال کی ضرورت ہے مگر زبان اردو مین اس امر کا چندان لحاظ نہین رکھا گیا ہے مثلاً انگریزی مین نامی چور یا دغاباز کو نوٹوریس یا کنوئنڈ کے الفاظ کے ساتھہ یاد کرینگے۔ برخلاف اسکے اردو مین چور کو بھی نامی کہینگے اور عالم کو بھی نامی عالم کہینگے۔ اسیطرح زخم کے چنگا ہونیکے بعد جو داغ رہتا ہے اوسکو انگریزی مین سکیر کہتے ہین جلے ہوے نشان کے لئے اور لفظ موضوع ہے مگر اردو مین سب کو داغ ہی کہینگے۔ لہذا صاحبان تمیز و فراست کی توجہ کی ضرورت داعی ہے کہ ایسے ابواب کے لئے الفاظ وضع فرماوین۔

بعض حضرات تقریر کے وقت مترادف الفاظ کہہ جاتے ہین اور اسکو بلاغت کہتے ہین مثلاً کہتے ہین کہ یہ آپکا شکر ہے حمد ہے

غلط ہے حالانکہ ہر ایک لفظ کی معنی جدا ہے۔ تمیز چاہیے۔ الفاظ ذیل کو دیکھو۔ مثلاً

غرور۔ نخوت۔ تکبر۔ دماغ۔ گھمنڈ۔ ناہموار۔ ناسزا۔ نالایق۔ نااہل۔ پاجی۔ کمینہ۔ چھچھورا۔

یقین۔ اعتبار۔ تصدیق۔ بھروسا۔ اطمینان۔

شر۔ قصور۔ گناہ۔ لوث۔ جرم۔ احدی۔ سست۔ سوماری۔ تنبل۔

غیرت۔ حمیت۔ تعصب۔ پاسداری۔ رعایت۔ طرفداری۔ خاطر۔

عاقل۔ ہوشیار۔ فریس۔ دانا۔ تیز۔ چالاک۔

ستمر دیہٹ دہرم۔ شوخ۔ دل چلا۔ نڈر۔ ڈھیٹھ۔ بہادر۔

غضب۔ غصہ۔ جوش۔ ولولہ۔ تندمزاجی۔ ترشروی۔ سختی۔ درشتی۔

مدامی۔ دوامی۔ مسلسل۔ لگاتار۔ یکسان۔ بےانتہا۔ ناتمام۔ بےٹھور۔ بےانت۔

نامی۔ مشہور۔ گرامی۔ معزز۔ مکرم۔ مستند۔ مستقل۔ ضدی۔ یک باگیہ۔

ہر چند کہ یہ الفاظ مترادف سمجھکر مسلسل ذکر کیے جاتے ہین مگر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ ہر ایک لفظ کے معنی جداگانہ ہین سب کو مترادف نہ کہے جائین یہ غلطی ہے۔ اسی طرح کہینگے کہ یہ بڑی بہادر عورت ہے مگر جوانمرد نہ کہنا چاہیے اگرچہ اسکی عادت ہے۔ جاہل کے دو معنی ہین ایک تو بے علم۔ دوسرے غصہ ور و نافہم۔

اسیطرح لفظ ہنگامی بھی۔ مثلاً یہ میوہ ہنگامی ہے یعنے موسمی یہ خدمت ہنگامی ہے یعنے غیر مستقل۔

اسیطرح لفظ موضوع اور موزون مین بھی فرق ہے۔

بارہ برن اور سولہ سنگار جو مشہور ہے وہ حسب ذیل ہین۔

بارہ برن۔ زیور سر کا۔ اور پیشانی۔ ناک۔ کان۔ گردن۔ بازو۔ ساعد۔ انگلیان ہاتھ اور پاؤن کے۔ سینہ۔ کمر اور پاؤن یعنے ٹخنون کا۔

سولہ سنگار۔ گلگونہ۔ لباس عمدہ۔ خوشبو۔ تدہین سر۔ شانہ کشی۔ چوٹی گوندھنا۔ قشقہ۔ سرمہ۔ خال۔ صفائی دندان۔ مسی۔ پان۔ سینہ بند۔ حنا۔ ناخن تراشی۔ اور پاکی۔

اعضاے معشوق جسکا سراپا لکھا جاتا ہے۔

سر کے بال۔ سر۔ جبین۔ رخسار۔ کان۔ ناک۔ لب و دندان۔ غبغب۔ ٹھوڑی۔ خال ذقن۔ گردن۔ دوش۔ بر۔ ساعد۔ سینہ۔ پستان۔ بازو۔ کلائی۔ پنجہ۔ پہونچا۔ ہتیلی۔ انگلیان۔ پیٹ۔ پیٹھ۔ ناف۔ کمر۔ خط بطن۔ ران۔ پنڈلیان۔ تلوا۔ پاؤن۔ پاؤن کی انگلیان۔ ناخن۔

زبان اردو نے بہ نسبت اور زبانون کے فارسی سے بہت کچھ لیا ہے۔ صرف الفاظ نہین۔ بلکہ محاورات فارسی تک بھی ہوا ہوا اردو مین لے لیے گئے ہین مثلاً

آسمان پر دماغ ہونا۔ ع بر چہارم فلک دماغ من است۔

اپنی چھاچھ کو کھٹی نہ کہنا ع کس نگوید کہ دوغ من ترش است

آپ سے باہر ہونا ع از خویشتن برون آمدہ چو مردان۔

آنکھہ مارنا ع برق چشمک زن بطرف کوہساران میرد۔

اندھے کو کیا چاہیے دو آنکھین ع کور چہ میخواہد دو چشم۔

اونچا سننا۔ ع۔ گوشش فلک نشنو والا بلند۔
بال کھڑے ہوجانا ۔ موے بر تن مبر خاستن۔
پانی سر سے گذر گیا ۔ گر آب از سر گذشت۔
پتھر کے تلے ہاتھ آجانا ۔ دست در تہ سنگ آمدن۔
شاخسانے لگانا ع۔ این دجلہ با شد روان شاخسانہ جیحون کند۔

آپکے گرہ کا کیا جاتا ہے ع۔ او خبرم است از گرہ او چہ میرود۔
پانی چرانا ۔ آب ورزیدن زخم۔
پانون کو کیا مہندی لگی ہے ع گر او پاے در حنا بستہ است
چار آنکھ ہونا ۔ چار چشم شدن۔
ہاتھ پاؤن مارنا ع چقدر دست و پا زدم صائب۔

غرض ایسے صدہا محاورات ہین جو اردو اور فارسی مین ایکسان ہین اگر الفاظ کا شمار کیا جاے تو گویا دو ثلث اردو فارسی ہی ہے۔ اور باقی ایک ثلث اور زبانون سے مرکب ہے۔ فارسی دانون پر یہ امر مخفی نہین ہے۔

نوٹ۔ جیسے قبول سے قبولنا۔ بخش سے بخشنا کہتے ہین اسیطرح تجویز سے تجویزنا تجویزا۔ تجویزتے تھے کہنے لگے ہین۔ اور اسیطرح گرم سے گرمانا گرمایا۔ دہپ سے دہپانا۔ اور جوتیانا وغیرہ کہنا شروع کر دیا ہے۔ گو ابتدا مین آغاز اسکی تمسخراً سمجھی جاتی ہے مگر رفتہ رفتہ یہ کہینگے کہ ہان بھی اہل زبان تو اسیطرح برابر کہا کرتے ہین۔ شاید آیندہ تدبیر سے تدبیرنا اور تدبیرا تدبیرون کہنے لگین۔ آج بھی شعراہی کا کلام سند کے لئے نظیراً پیش کیا جاتا ہے اب اس گروہ کے تصرفات کو دیکھیے۔ اور یہ مشتے نمونہ از خروارے قابل یاد داشت ہین۔

حیا ۔ ع ۔ چاہت عدو کی اے دل نادان نکل گئی ۔ یعنے جاتی رہی
" " ۔ ہاتھ خالی بھی تو دنیا سے نہ لیجا سکتے تھے " نہین لے جا سکتے تھے
" ه جنون نے چاک کئے جیب و دامن اور اسیر ۂ اوڑے ٹکڑے آستین کے اوپر سے یعنے یہ بھی کیا۔ متزاد
" ع ۔ سیدہا ہی اوڑ کے رستہ لیا کوے یار کا۔ رستہ۔ راستہ۔
" " ۔ زہ نصیب اسکے جو اس کوچے مین نالہ کنان۔ زہے نصیب۔
" " ۔ کرینگے غیر مرے ملنے کی منائی کیا ۔ ممانعت ۔
" " ۔ وگرنہ ہم بھی کا توڑ چکتے طوق گردن کو۔ اسیوقت۔
اسیر " ۔ ٹوٹ جاتا ہے بہت کھینچے سے پانی چاہ کا۔ کھینچنے سے۔
رشک ه معمار آئے تیر امحل جب اوٹھانے کو ہو ہمنے وہ لوگ حامل عرش برین گنے۔ ان لوگون کو ہمنے حامل عرش برین سمجھا۔
ناسخ " کا فرخط اسیتو ابدن کا ہو تیرے سونے کی کرہانی ہے ۔ کرہنی۔
" " اس پردہ نشین سے کیا ہے نسبت۔ زہرہ تو ایک کنچنی ہے۔ کنچنی۔ کنچن۔
" ع بھرجاے اگر بادہ مہنا منہ نکرون بس ۔ لبالب۔
" " تیرے فرقت مین سخن تکیہ ہمارا آہ ہے ۔ تکیۂ کلام۔
" " جب نہ تب یا مین ستاتا ہے وہ مجھکو سخت سخت ۔ ہر وقت۔
حیا " دشمن کی دشمنائی کا کیا کیجیے گلہ ۔ دشمنائی۔ دشمنی
اسیر ه چاند عارخ ہو تہ زلف تو بوسہ ہو عطا ۂ کیجیے صدقے کی تدبیر کہ گہن لگتا ہے۔ یعنے چاند کو گہن لگتا ہے۔

الفاظ کی صحت اور محاورات کا لطف. مضامین کی نفاست اور زبان کے مزے لینا ہو تو چاہیے کہ ہمیشہ اساتذہ کے دواوین کا مطالعہ کیا کرین. توسیع معلومات اور تحقیق زبان کے لئے یہ بات پُر ضرور ہے۔

متفرق ابواب

علم بیان کے ختم کرنے سے پہلے چند ضروری ہدایتون کا بیان کرنا لازمی ہے ضرور اسکا خیال رکھو.

ادب جاننا چاہیے کہ ہر چیز کی حد کے نگاہ رکھنے کو عربی زبان مین ادب کہتے ہین پس علم ادب سے وہ علم مراد ہے جو کلام کو غلطی سے نگاہ رکھے۔

بعض لوگون کا بیان ہے کہ ادب کے معنے ضیافت مین بلانے کے ہین چونکہ یہ علم بھی اپنی خوبیون کے طرف دعوت کرتا ہے لہذا اسکا نام علم ادب رکھا گیا۔

اصول اسکے (۸) اصول ہین اور (۴) فروع. اصول کی تفصیل مثلاً یہ ہے. علم لغت. علم صرف و نحو. علم اشتقاق علم معانی. بیان. عروض. قافیہ وغیرہ۔

فروع. فروع کی تفصیل یہ ہے رسم الخط. قرض الشعرا جس سے اشعار کی صحت اور غلطی مین امتیاز کیا جاتا ہے۔ علم انشاء. علم محاضرات یعنے تاریخ و واقعات صحیحہ۔

ہدایتین. انشاء پردازی مین اگر نامور ہونا چاہو تو ذیل ہر قسم امور پر لحاظ رکھنا چاہیے (۱) نثر کے لکھنے مین بول چال کا خیال رکھو (۲) ادیب اور مشہور جادو بیان مہذب لوگون کی صحبت مین بیٹھا کرو اور ان کی تقریر کا خیال کرو (۳) عام محفلون مین یا خاص تقریبون مین ہرگز ایسے منحوس. نامبارک اور بے تعلق الفاظ یا کلمات منہ سے مت نکالو کہ جسکے سننے سے دس پانچ بے تمیز لوگ گو ہنس پڑین مگر صاحب تمیز تکو نفرت کی نگاہ سے دیکھیگا اور دلمین یہ سمجھیگا کہ کیا نامعقول اور بے تکا شخص ہے کہ محل و موقع تک نہین سمجھتا اور جو منہہ پر آیا بدتمیزی سے کہے چلے جاتا ہے۔

(۴) مبالغہ. مبالغہ کلام کی دہوم دہام سے بچو (۵) مشہور اساتذہ کے نظم و نثر کو یاد کرو (۶) اصطلاح علمی کو سیکھو. (۷) تحقیق کی عادت ڈالو (۸) غیر زبان کے الفاظ صحیح سے بولو. (۹) جب تک تاکید مقصود نہو الفاظ کی تکرار مت کرو. (۱۰) جس مقام پر جو لفظ بہتا ہو وہی استعمال کرو مثلاً یہ نہ کہو کہ نماز مسلمان پر واجب ہے بلکہ فرض ہی کہو. (۱۱) بازاریون کے محاورات سے بچو (۱۲) دلشکن باتون سے احتراز کرو (۱۳) حفظ مراتب کا خیال رکھو. (۱۴) دل لگی کرو تو دلشکنی نہ ہو بلکہ کمال تہذیب کے ساتھہ ہو. یاد رکھو کہ مسخرہ پن سے انسان ذلیل ہوتا ہے ہان ظرافت کا زندہ بیان مشہور ہے۔ الہزل فی الکلام کالملح فی الطعام۔

خط کا لکھنا۔ قدیم طرز خط لکھنے کی آجکل ناپسند ہے۔ مگر ہم تمھین ایسا طریقہ بتلاتے ہین جسپر ہمارے بزرگون کا مقولہ المکتوب نصف الملاقات صادق آئے (۱) ظاہر ہے کہ ملاقات مین ایک دوسرے کی صورت دیکھکر باتین کرتے ہین۔ پس خط مین بھی زبان قلم سے باتین کیا کرو اور یہ سمجھلو کہ گویا وہ شخص جسکے نام خط لکھ رہے ہو روبرو بیٹھا ہوا ہے۔ بس یہی بڑا گُر خط لکھنے کا ہے (۲) جیسے بات چیت کرنے مین بناوٹ اور تکلف سامع کو ناگوار ہوتا ہے اسی طرح خط مین تحریر کا تکلف بھی مطلب کو خبط کردیتا ہے۔ بلکہ خط لکھنے مین زیادہ تر سادگی اور صفائی کا خیال رکھو اسلئے کہ تمہارا مخاطب روبرو نہین ہے کہین ایسا نہو کہ کسی بات کو وہ نہ سمجھے یا کسی بات کا مطلب اُلٹا سمجھ لے اور تمہارا مقصود حاصل نہو لہذا خط کی طرز روزمرہ گفتگو کی ہونی چاہیے۔ (۳) خط کے سرنامے پر ایسے القاب مت لکھو جو مکتوب الیہ کے شان کے خلاف ہو یا وہ اسکو ہجو سمجھ لے یا تم پر گستاخی کا گمان کرے۔ (۴) خط مین کاٹ پھانس مناسب نہین۔ بلکہ مکتوب الیہ ایسی بے پروا تحریر کو باعث اپنی ہتک و ذلت کا سمجھیگا۔ اسلئے چاہیے کہ خط کا مبیضہ صاف ہو (۵) خط کی پیشانی پر۔ یا خاتمہ مین ضرور تاریخ و ماہ و سنہ اور مقام لکھو (۶) پھر اسکو خوش قطع طی کرکے صاف لفافے مین بند کرکے روانہ کرو۔

تقریظ۔ دیکھتے ہو کہ اکثر کتابون پر مولف کے دوستون کی تقریظین ہوا کرتی ہین جسمین سوا بیجا تعریف کے اور کچھ نہین ہوتا مگر تقریظ کے اصل معنے یہ ہین کہ جب کوئی کتاب اظہار رائے کے لئے پیش کیجائے تو اسکے محاسن و معائب دونون پر نظر ڈالنا چاہیے اور اپنی رائے اُس کتاب کے نسبت جو کچھ ہو بلا رو رعایت صحیح صحیح لکھدینا چاہیے۔ نہ کہ ایسی تعریف ہی تعریف اور اسقدر مبالغہ بیجا کرنا اور جسقدر عمدہ الفاظ تعریف کے لغت مین ملسکتے ہون سب کے سب اُس کتاب اور اُسکے مولف کے شان لکھدینا گویا اس کتاب کو بے وقعت اور اسکے مولف کو نادان ثابت کرنا ہے اسلئے سچی بات مین جو اثر ہے وہ ہرگز تکلف اور بناوٹ مین نہین ہوتا۔

ہجو۔ ہجو کسی کی لکھنی بیشک مذہباً اور اخلاقاً بُری بات ہے۔ مگر جب کسی دل جلے آدمی کا دل بے قابو ہو جاتا ہے تو اوس سے ایسے حرکات سرزد ہوجاتے ہین۔ ہجو لکھنے والا بعد اس کے یہ سمجھ لیتا ہے کہ آیندہ کے لئے مین نے تو اپنے مخالف سے اپنا بدلہ لے لیا۔ غرض اسطرح وہ اپنا دل خوش تو کرلیتا ہے۔ مگر اسکے نتایج کا خیال نہین کرتا۔

مدح۔ تعریف یہ بھی ہجو سے کم نہین ہوتی۔ یعنے ہمارے ایشیائی ادیب و شعرا کسی کی قوۃ کی مدح کرتے ہین تو رستم و اسفندیار سے بھی بڑھا دیتے ہین کہ فلان شخص لوہے کی موٹی بل کو تنکے کے طرح توڑ دیتا ہے اور اگر ہاتھی کے ایک کنپٹی مین گھونسا مارے تو ہاتھ دوسرے کنپٹی کے اس پار نکل آئے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ اسکی اصلی قوۃ کسقدر ہے اور اگر حسن کی مدح

کرینگے تو رشک یوسف غیرت حور وغیرہ حالانکہ نہ مداح نے پری کو دیکھا نہ حور کو۔ اور اسی طرح گل و گلزار کا وصف کرینگے تو بہشت کے باغ زمین پر لگا دینگے اور پھر کسی کے اتقا و تقدس کی تعریف کرینگے تو ممدوح کو معصوم ملائک اور پیغمبران سے بھی بڑھکر بتا دینگے۔ پس لازم یہ ہے کہ ہر چیز کی مدح و ستایش اسکی اصل ماہیت اور سچی واقعیت کے مطابق ہو اور ہو تو کبھی جا اسطرح پر کہ سننے والوں کو اس شئی کے دیکھنے کا لطف حاصل ہو اور ہرگز مبالغے کو گنجایش نہ ملے۔

سوانح عمری کسی مشہور شخص کے سچے سچے حالات کو بے کم و کاست قلمبند کرنا۔ عربی مین اس علم کو الوصایا والمنیات اور انگریزی مین بیوگرافی کہتے ہین اسمین امور ذیل مندرج ہوتے ہین۔

(۱) کہ یہ شخص کس خاندان مین پیدا ہوا (۲) اسکے خاندان کا سلسلہ اور اسکے حالات (۳) کس سنہ و سال مین یہ شخص پیدا ہوا (۴) اس سال کے واقعات (۵) تربیت و تعلیم کہان پائی (۶) زمانۂ تعلیم و تدریس کے حالات اسنے کون کون عمدہ کام کیے (۷) اسکے تصنیفات (۸) واقعات عمری (۹) تعلقات (۱۰) تعداد آل و اولاد (۱۱) خیالات (۱۲) میلان طبع (۱۳) وطن اصلی و اضافی (۱۴) اور سب کے آخر مین وفات پھر بعد اسکے اسکی نسبت (۱۵) اہل وطن اور خاص و عام کے خیالات۔

مضمون نگاری اسے اورٹکل کا لکھنا (۱) مضمون کے شہرت دینے سے پہلے اسکے تمام پہلو اور جملہ امور اعتراضی ایک غور کی نظر ڈالنی چاہیے کہ مخالفین کو مخالفت کا موقع نہ مل سکے اور پھر اس کے (۲) نتایج کو بھی سوچ لے کہ اس مضمون سے کیا نتیجہ پیدا ہوگا۔ حقیقت مین مضمون کا لکھنا بڑے فاضل علامہ کا کام ہے نہ کہ ہر کس و ناکس کا۔ یورپ کے مشہور اخبارات اور ماہانہ رسایل کے مضمون نگار بڑے بڑے محقق اور علامۂ روزگار ہین۔ مدتون تحقیق علوم مین عمرین صرف کرتے ہین تو اسکے بعد مضمون نگاری کے لئے قلم اوٹھاتے ہین۔ جس شخص کو جس فن کی تحقیق کامل ہے اور جس فن مین یہ طولیٰ حاصل ہے اور جس علم مین مہارت تامہ ہے چاہیے کہ اسی کے متعلق اگر لکھنا ہو تو کچھ لکھے۔ ہمارے حضرات تو ہر علم و فن کے محقق بننے کے آرزو مین ہر طرح کی قلم فرسائی کو موجود ہو جاتے ہین۔

مضامین کے اقسام ہین۔ الٰہیہ۔ عشقیہ۔ بیانیہ۔ تاریخیہ۔ طبعیہ۔ استدلالیہ۔ خیالیہ۔ اخلاقیہ۔ جو لوگ کہ قلم کے دہنی ہین وہ ہر مضمون کی اسکے خط و خال کے ساتھ پوری تصویر اتار دیتے ہین۔ مضامین الٰہیہ مین الٰہیات کا بیان ہوتا ہے۔ عشقیہ مین عشق و محبت۔ تاریخیہ مین واقعات گذشتہ۔ بیانیہ مین جیسے باغ کا وصف۔ کسیکے حسن کا سراپا۔ احمق کی ہجو اور سخی کی مدح وغیرہ۔ استدلالیہ جیسا مناظرہ فیما بین بحث عقلی و نقلی۔ عذرات عدالت کا لکھنا۔ اخلاقیہ جیسے ازالۃ الجہل یا اخلاق محسنی۔ جلالی وغیرہ کتابین۔ خیالیہ۔ حیات و موت۔ وجود آسمان۔ جن و شیاطین کسی واقعے کی نسبت اسکا آیندہ نتیجہ سوچنا۔ طبعیہ۔ جیسے دہوان۔ ابر۔ باران۔ برق۔ رعد۔ نباتات۔ حیوانات وغیرہ غرض علوم کا دریا ناپیدا کنار ہے

ایک علم مین بھی انسان کامل نہین ہوسکتا چہ جائے کہ ہر علم کا دعوے کرے ۔

ناول نویسی ہمارے افسانون اور انگریزی ناولون مین محالات و ممکنات کا فرق تو ہے اسکے علاوہ ناول یعنے افسانۂ ممکنات کے لکھنے سے پہلے اسکی غرض کو سوچ لینا چاہئے کہ اس تحریر سے میری غرض کیا ہے اور مین پبلک پر کس بات کو ثابت کرون پہلے اسکا تصفیہ کرلے اور پھر ناول آغاز کرے اور اپنی تحریر و تقریر کا ڈھنگ ایسا رکھے کہ ہر ہر فقرہ مین ایک برقی اثر پیدا ہو اور پبلک کے دل لوٹ جائین مقصود کے قرار داد نے بیشتر ناول کا لکھنا گویا مجذوب کی بڑ ہے ۔

بدایع

علم بدایع ۔ اصطلاح مین ان قواعد کا نام ہے جس سے طریقے تحسین و تزئین کلام کے معلوم ہون موضوع اسکا عبارت فصیح اور کلام مستحسن ہے جاننا چاہئے کہ صنایع دو قسم کے ہین لفظی و معنوی مگر چونکہ لفظ معنی کا تابع ہوتا ہے لہذا اصل مقصود معنی ہی ہونا چاہئے ۔

اور پھر کلام دو قسم پر ہے ایک منثور دوسرا منظوم ۔ نثر وہ ہے جسمین وزن ۔ قافیہ اور ردیف کی پابندی لازمی نہ سمجھی جائے اور نظم وہ ہے جسمین یہ امور لازمی متصور ہون ۔

نثر کے اقسام حسب ذیل ہین ۔ بغور ملاحظہ ہون ۔

(۱) **نثر مسجع** ۔ سجع وہ ہے کہ پہلے فقرہ کا آخر کلمہ دوسرے فقرہ کے آخر کلمے سے حرف اخیر مین موافق ہو جیسے باش ۔ تاش ۔ رام ۔ خیام ۔ تیشہ ۔ اندیشہ ۔ مگر اسمین الفاظ کا ہموزن ہونا شرط نہین ہے ۔

(۲) **مقفی** ۔ وہ نثر جسکا ہر ہر فقرہ قافیہ پر تمام ہو اور قافیے کے بعد ردیف بھی ہو مثلاً غرش توپ ۔ رعد کے جگر کو پانی کرتی ہے اور گوش ملایک پر گرانی کرتی ہے ہیبت صدا سے دریائی جانور خشکی مین آکر ہانپتے ہین ۔ صاعقہ منہ مین صور لیے ہوئے آسمان پر کانپتے ہین مغز چرخ اسکے غرش سے تباہ ہے ۔ فلک کے کانون مین اسی خوف کے مارے پنبہ بھرا ہوا ہے ۔

سجع مطرف ۔ وہ نثر جسکے ہر جملے کے آخر کے حروف وزن و عدد مین مختلف ہون اور حروف روی مین متفق ۔ مثلاً توپ روز روشن مین آگ برساتی ہے دھوین سے رات اور شرار سے تارے کر دکھاتی ہے ۔ آسمانیان الامان پکارتے ہین کروبیان این المفر زبان پر لاتے ہین ۔

سجع متوازی ۔ اسمین ہر ہر فقرہ کے الفاظ آخرین وزن و عدد مین برابر ہوتے ہین مگر حروف روی مین مختلف جیسا وظایف ۔ حمد ؛ واجب الوجود ۔ اور محامد ۔ شکر واہب الغفور ۔ خلاصۂ مطلب اور نقاوۂ مقصد ہے ۔

محاسن سجع یعنے جملے مختصر ہون اور احسن یہ ہے کہ دو دو فقرون مین مطلب ختم ہو ۔ مثلاً مراتب محبت اور مدارج مودت مین ایک شان عظیم ہے اور اوج مستقیم ۔ وعلی ہذا القیاس ۔

ادوات سجع ۔ یہ کہ لفظ کے پہلو مین دوسرا لفظ بطور موصوف یا مضاف الیہ کے واقع ہو جیسا ۔ جو کچھ زبان معجز بیان کرامت نشان سے عز صدور پایا تھا نفس الامر مین وہی باعث آرام جان جہانیان بلکہ عین مشیت یزدان قدیم رحیم و رحمان تھا ۔

نثر مرجز ۔ اسمین فقرات تو موزون ہوتے ہین مگر سجع کا التزام نہین ہوتا جیسا داور بے ہمال و بے نظیر و داور بے سہیم و ندیم توفیق علم صواب و تائید شغل صلاح ہر ایک دل صفا طینت کو نصیب فرماوے ۔

نثر عاری ۔ صاف و سلیس عبارت جو سجع و قافیہ و ردیف سے معرا ہو مثلاً ہر انسان کو لازم ہے کہ ہمیشہ دنیا و مافیہا کے اشیاء موجودہ کے ادراک حقیقت مین غور کرے ۔ بے سوچے سمجھے منہہ سے بات نہ نکالے جس فن کا علم نہو اوسمین بحث و اعتراض نکرے

اشتقاق ۔ کسی کلمے کے مشتقات کی تکرار عبارت مین لانا ۔ جیسے حسن ۔ احسن ۔ احسان ۔ حسنات ۔ محسن تحسین احسان حسن حسین تحسین ۔ محاسن ۔

مسلسل ۔ فقرۂ اول جس لفظ پر آخر ہو اسی لفظ کو دوسرے فقرے کے اول مین پھر لانا اسیطرح کا سلسلہ قایم رکھنے کو مسلسل کہتے ہین جیسے ایعزیز عالم زندگی مین منفعت عزیز ہے ۔ اور منفعت عزیز کیا ہے وہی حیات جاودانی حیات جاودانی حاصل علم ہے ۔ حاصل علم کیا ہے صاحب تصنیف ہونا ۔ صاحب تصنیف کے حق مین اسکی تصنیف گویا آبحیات ہے آب حیات بیشک باعث بقاے ابدی ہے ۔

مرصع ۔ ترصیع یعنے الفاظ فقرۂ اولین کے فقرۂ دومین کے لفظون کے ساتھہ ہموزن ہون ۔ جیسے ۔ ای محب مخلص واے احب اخلص ۔ علو درجۂ محبت و سمو رتبۂ مودت مقتضی گذارش تعریف او ملتجی نگارش توصیف کا نہین حال عاشق کا تنگ ہے اور کام حاسد کا بلند ۔

موازنہ ۔ یعنے نثر مین لفظ اخیر باعتبار وزن کے موافق ہو مگر حرف اخیر اس لفظ کا مختلف ہے جیسے ایک جملے کا آخر لفظ غافل اور دوسرے جملے کا فارغ وغیرہ ۔

تعویق ۔ اسکو کہتے ہین کہ عبارت استعارات بلیغہ و تشبیہات غریبہ سے معرا اور زود فہم بھی ہو ۔ مثلاً ایعزیز جبتک خودی دور نکریگا خدا سے نزدیک نہو سکیگا ۔

تجنیس ۔ دو یا زیادہ کلمات ایک جنس کے مذکور ہون جو تلفظ و کتابت مین متفق اور معنی مین مختلف ہون ۔ جیسے شام لکڑی کی اور صبح کا مقابل ۔ اور ملک شام ۔ شامی قسم کباب اور شام کا رہنے والا تجنیس کے اقسام ہین مثلاً جو الفاظ کہ تلفظ و کتابت مین متفق ہون اوسکو تجنیس تام کہتے ہین ۔ جیسا توفیق پاشا کو خدا توفیق دے ۔ اسلام ۔ اسمین لام پروانہ ہوئی ۔ پروا نہوئی ۔ ترس آیا ۔ ترسایا ۔ کلپا دیگا ۔ کل پادیگا ۔ الم ۔ علم ۔ حلاج ۔ حل آج ۔ اور لفظ کہ بمعنی محصول

ہاتہہ۔ خشکی سر کے بالون کے جڑون کی اور امر ہے کرنا کا۔ مانگ دیکھو۔ جلادو وغیرہ۔

اگر الفاظ مین تھوڑا سا تغیر و تبدل ہو جائے تو اسکو تجنیس لعض کہتے ہین۔ جیسے۔ خدیو۔ جوذی۔ علم۔ عمل۔ عالم۔ عامل۔ کلام۔ کمال

اسی طرح تجنیس قلب کل جیسے تاب کا اولٹا بات۔ ؎ ہم او لٹے بات اولٹی یار اولٹا۔ اس مصرع سے

مہتاب رآ نام نکلتا ہے۔ اور مرادے دارم۔ برآید یارب۔ یہ قلب مستوی ہے۔

تجنیس قلب بعض جیسے ربیع۔ عربی۔ رفیق۔ فریق۔ وغیرہ۔

سیاقت الاعداد۔ عبارت مین اعداد کا ذکر کرنا خواہ بے ترتیب یا باترتیب جیسے۔ دوپہر مین سڑک پر کبھی نو وارد ہفت ہشت کرتے تھے کر پکڑے گئے۔ انکے چھکے چھوٹ گئے۔ بے چارون کے حواس خمسہ ٹھکانے نتھے ناچار کسی ساہوکار ایک نے ضامن ہوکر چھڑا دیا۔ ؎ دو دو باتون مین چارون لوٹے پانچ مین پھنسنے تو چھکے چھوٹے۔

دوسخنہ مثلاً تشبیہ را چہ میباید۔ ملاپ کو کیا لازم ہے۔ چاہ۔ شکار بچہ میباید کرد۔ قوت دماغ کو کیا چاہئے۔ بادام۔

مناسبتین۔ دو چار سوال کا ایک تجنیسی لفظ مین جواب دینا مثلاً

انار کیون نہ چکھا۔ وزیر کیون نہ رکھا ... دانا نہ تھا	مسافر پیاسا کیون ہے۔ گدہا اداس کیون ہے ... لوٹا نہ تھا
گھوڑا اڑا کیون۔ پان سڑا کیون ... پھیرا نہ تھا	سنبوسہ کیون نہ کھایا۔ جوتا کیون نہ پہنا ... تلا نہ تھا
گوشت کیون نہ کھایا۔ ڈوم کیون نہ گایا ... گلا نہ تھا	دہی کیون نہ جما۔ نوکر کیون نہ رکھا ... ضامن نہ تھا
عورت کیون نہ نہائی۔ سارنگی کیون نہ بجائی ... پردہ نہ تھا	چور کیون بھاگا۔ زمین پر کیون بیٹھا ... چوکی نہ تھی

کہہ مکرنی۔ اول ایک بات کہدینا مگر استفسار ہو تو بدل جا کر اور مطلب بیان کرنا مثلاً ؎ نگری رین موہے سنگ جاگا بھور بھئے تب بچھڑن لاگا۔ جسکے بچھڑے پھاٹت ہیا۔ کیا سکھی ساجن نا سکھی دیا۔ وغیرہ۔ چراغ

ملیح و قبیح کی صنعت تہذیب سے خالی ہے لہذا خارج کی گئی کہ نا مہذبی کا رواج مناسب نہین۔

رد العجز علی الصدر یعنے جو لفظ کہ مصرعہ اولی کے آخر مین واقع ہو وہی دوم مصرع کے ابتدا۔ وسط یا آخر مین مکرر لایا جائے مثلاً ؎ حسرت دل ہے عبث یہ رنج و فکر۔ فکر کے باعث بڑہیگا رنج اور غم ؎ آؤ آنا ہے تو۔ دم اب پہ ہے سیر آیا آیا آؤ گے بھی یا بولو گے آیا آیا۔

لف و نشر لف کے معنی لپیٹنا۔ اور نشر کے پھیلانا یا پریشان کرنا۔ اصطلاح ادبا میں اوس صنعت کو کہتے ہین کہ اول چند متعدد اشیا کا ذکر کرین اور پھر انہین اشیا کے صفات کو یکے بعد دیگرے اصطلاح پر بیان کرین کہ ایک ایک وصف ایک ایک اسم کے ساتھ مطابق ہو جائے۔ اسکے ۳ قسم ہین۔ مرتب و غیر مرتب اور مشوش۔

مرتب وہ کہ نشر ترتیب کے ساتھ ہو مثلاً وصف اول و دوم و سوم اسم اول و دوم و سوم کے ساتھ مطابق ہو مثلاً ٥ زلف و رخسار صنم دیکھ کے معلوم ہوا (کہ) چہرۂ کفر سیہ ہے رخ اسلام سفید۔

غیر مرتب وہ ہے کہ اسکی ترتیب منتشر ہو یعنے سلسلہ وار نہو مثلاً ٥ گل و نرگس نے باغ مین ہمکو ، جلوۂ چشم و رخ دکھا ما ہے

شوشش اسکو کہتے ہین جو بالکل مختلط الترکیب ہو ٥ شرمندہ ہے زلف و رخ و قامت سے چمن مین ، گلبرگ تر و سرو سہی سنبل سیراب۔

عکس و تبدیل مصرع اول کے اخیر نصف کو مصرع ثانی مین اول کردینا اور اول کو ثانی۔ جیسا عفو قدا ہے میرے جان و دل ہین ، میرے جان و دل ہین فدا ہے میرے ، بر آ ہے میرے تڑپتا ہون یارب ، تڑپتا ہون یارب بر آ ہے میرے ٥ عرق آجا ہے گلشن کو جو دیکھے روے روشن کو ، جو دیکھے روے روشن کو عرق آجا ہے گلشن کو۔

تبئین چند کلمات کا ذکر کرکے پھر اسکا تفصیلی بیان کیا جا ہے۔ مثلاً حاضر و غائب وصال و فراق مین آپکے دل میرا محبت سے قلب میرا یاد سے خاطر میری سرور سے اور ضمیر میرا اشتیاق سے خالی نہین رہتا۔

توشیح اس صنعت کا نام ہے کہ کسی قطعہ بند کے اشعار کے سر حرف کو جمع کیجیے تو اس سے اپنے ممدوح کا نام نکل آئے چنانچہ انشاء خلیفہ کے دیباچہ کا قطعہ مشہور ہے نظیر کی ضرورت نہین۔ او ستاد سمجھا دین۔

تقسیم یہ ہے کہ صفات کی تقسیم تعین کے ساتھ کرنا مثلاً ٥ جو ابر گریہ کنان ہے تو برق خندان ہے ، کسی مین خوبی بہاری کسی مین خوبی تیری ٥ اسیر اے دوست تیرے عاشق و معشوق دونون ہین ، اسے عشق آہنی زنجیر کا اسکو طلائی کا۔

تکافو۔ طباق۔ تضاد ایسے اوصاف جو ضد ایکدیگر ہون جمع کیے جائین مثلاً کثرت۔ وحدۃ۔ دنیا عقبی۔ دوست دشمن۔ جلدی۔ دیری۔ تاریکی۔ روشنی۔ علم۔ جہل ٥ مجھے خندہ گل پہ آتا ہے رونا ، کہ اسطرح ہنسنے کی خوشی کسو کی۔

تلمیع یا ملمع فارسی و عربی کلمات کی آمیزش کلام مین ہو جیسے احتراز از گناہ۔ السعی منی والاتمام من اللہ ٥ دل رنج حق ہوا ہمین ذکر شیطان ، لاحول ولاقوۃ الا باللہ ٥ دل اپنا عشق کے دریا مین ڈالا ، توکلت علی اللہ تعالی۔

اقتباس نثر یا نظم مین آیت یا حدیث کا حوالہ دینا مثلاً عفو ٥ مین طریق سعی لاتا ہون بجا ، لیس للانسان الا ماسعی بفحواے حدیث رسول یہ امر ثابت ہے یا بمصداق کلام باری مین ماجور ہون۔

تفریق دو شئی کو ایک وصف مین جمع کرکے پھر اسکی تفریق کرنا مثلاً ٥ مسلمان اور کافر سب ذنب کرتے ہین پتھر کا ، اسے وہ کعبہ کہتے ہین اُسے بت نام کرتے ہین۔

مقلوب ایسی عبارت کہ از اول تا آخر اور از آخر تا اول یکسان پڑھی جاے اور معنی مین فرق نہ آئے جیسے

مراد ہے دارم اور اسکا جواب برآید یارب ۔ یہ مقلوب مستوی ہے جیسے سابق مین لکھا گیا ۔

براعت استہلال ۔ آغاز کلام کی تمہید سے یہ معلوم ہو جائے کہ تصنیف کس بارہ مین ہے مثلاً ؎ پایا جو سفید چشم صُغرا ؛ یون میل قلم نے سُرمہ کھینچا ۔ اسمین علاج چشم کا بیان ہے ۔ ایضاً ؎ بہرام فلک ہے اس سے تابان ؛ گلچہرہ سے رونق گلستان ۔ یہ مطلع ہے گلچہرہ اور بہرام کے عشق و محبت کے مثنوی کا ۔ وعلیٰ ہذا القیاس ۔

تلازمہ اسکو رعایت لفظی بھی کہتے ہین مثلاً اگر سواری کا بیان ہو تو سواری کے ۔ شطرنج کا بیان ہو تو شطرنج کے ۔ اور اگر دریا کا بیان ہو دریا کے جگت سے کے اکثر الفاظ کی بندش ایک حسن کے ساتھہ اس عبارت مین درج کی جاے مثلاً اس عبارت کو دیکھو کہ روشنی کا تلازمہ باندھا گیا ہے ۔ آپ پر روشن ہے کہ مہر علی خورشید عالم کے مقدمے مین چاند خان آفتابہ بردار کو ساتھہ لیکر بڑی ہی دوڑ دہوپ کر رہا ہے ۔ دیکھو کیا اندھیر مچی ہے ۔

اراوف عبارت تضاد سے معنی موافق کا حاصل ہونا مثلاً آپ کا دروازہ کسی وقت کسی نے بند نہ دیکھا ۔ اور آپ کا دسترخوان کبھی مہمانون سے خالی نرہا ۔

مجردہ ایسی عبارت کہ جسمین تمام بے نقط حروف ہون ۔ مثلاً دلارام کا سالا علم دل کا عالم ۔ کم حوصلہ ۔ اس صنعت مین شعرا کے کئی دیوان ہین سب سے بڑھکر ملا فیضی کی سواطع الالہام موجود ہے ۔ اور دیوان انشا ۔ مرثیہ دبیر وغیرہ بھی

منقوط ایسی تحریر جسمین کل الفاظ نقطہ دار ہون ۔ مثلاً شب خیز ۔ ذی فن ۔ تخت نشین نقش جبین ۔ [illegible] ۔ فیض غیبی تخت چینی ۔ زینت بی ۔ چشتی بخشش ۔ بے غش ۔ اس صنعت مین بھی انشا کا دیوان مینے دیکھا ہے ۔

خیفا ایسی عبارت کہ جسکا ایک کلمہ منقوط اور دوسرا غیر منقوط ہو ۔ مثلاً ۔ اللہ غنی ۔ صدر نشین ۔ وسادہ فیض سے شبکو جشن سرور تخت رہا ؛ کار فیض مدار تخت رہا ۔

رقطا وہ عبارت جسکا ایک حرف منقوط ہو اور دوسرا غیر منقوط جیسے شوق دید ۔ قرب حضرت ۔ باعث رفعت ہے ۔ ؎ نسے صبا بوسے رخ جانان کی ؛ رہے کب تک میری سوزش جان کی ۔

فوق النقاط وہ عبارت کہ جسکے حروف کے نقاط سب اوپر ہون ۔ جیسے سعادتمند ۔ حضور ۔ نوکر ۔ دولت ۔ دوست ۔ زمانہ ۔ تر و تازہ وغیرہ ۔

تحت النقاط ۔ وہ عبارت کہ جسکے حروف کے نقطے سب تحتانی ہون مثلاً سید سعید ۔ میر صاحب عالی دہی داس ۔ ہر امید چاکری آیا ہے ۔

وہ عبارت کہ جسمین ایک لفظ فوقانی نقطون کا اور دوسرا تحتانی نقطون کا ہو ۔

منقطع ایسی عبارت کہ جسمین منفصل حروف کے الفاظ ہون۔ جیسے دل دادہ وارث دادرس راہ رو راہِ ذوق آزردہ دل۔ زار زار۔ دل آرام۔ داغ داوارہ وادی درد۔

موصل وہ طرز تحریر کہ جس کے حروف سب ملے ہوئے ہون۔ شمع محفل محبت شیخ شفیق شمع محفل محبت شیخ شفیق۔ مگر یاد رکھین کہ جو حروف کہ ملنے کے قابل نہون وہ زبردستی بھی نہ ملائے جائین۔ مثلاً د ذ ر ز و۔ اور الف وسط مین۔

معجمہ ایسی عبارت جو حاصل جملہ حروف نقطی ہو مثلاً شگفتن قلم ذی خط۔ جز خط صد غرض ہوس عبث۔

دو پیکر ایسی عبارت جو نظم بھی پڑہی جاے اور نثر بھی پڑہی جاے۔

تفصیل ایسی عبارت کہ جسکے پڑہنے سے باہم ہونٹ نہ ملسکین جیسے داناے جہان۔ گردش گردون گردان۔ گاہے چنین گاہے چنان۔

متواصل وہ عبارت جسکے پڑہنے سے ہونٹ باہم ملجائین جیسے محمد معصوم۔ بوسہ بے مو مشکین۔ لب بلب بو کمر وغیرہ

معما ایسی عبارت یا شعر جسمین مقصود مخفی ہو مگر تدبر غور کرنے سے ظاہر ہو جائے۔ جیسے یہان سے آجکل دریا اولٹا ہم اولٹے بات اولٹی یار اولٹا۔ یعنے مہتاب راے۔ فن معما مین متعدد رسایل مدون ہو چکے ہین۔

تعلیل کسی شی کو کسی اعتبار سے علت ٹھہرانا مثلاً ؎ دل ہمسے جدا رہا ہمیشہ ٭ گویا کہ ضمیر منفصل ہے۔ یعنے باعتبار جدائی کے

تنسیق الصفات ممدوح کے کئی اوصاف کا متواتر و مسلسل ذکر کرنا مثلاً ؎ وہ نکو رو سے نکو خوے و خجستہ منظر ٭ وہ مسیحا دم و یوسف رخ و داؤد الحان۔

تقابل یعنے کلام مین ایسے دو لفظ مذکور ہون کہ ایک کو دوسرے سے جنسیت مین تعلق ہو مگر فرق بین کے ساتھہ مثلاً اسکو خریدنا تو آتا ہے مگر نفع اوٹھانا نہین آتا۔ اُس ریاست مین ایک دن مین صدہا انقلاب ہوتے ہین یہان خریدنا اور نفع ایک اور دنو مین جنسیت تو ہے مگر فرق بین کے ساتھہ۔ اسیطرح روشنی تاریکی۔ علم۔ جہل وغیرہ۔

صنعت معکوس مدح کے پیرایہ مین ہجو کرنی مثلاً کسی امیر نے ایک شخص سے کہا کہ قضا و قدر نے تمکو خلل دماغ کی سزا اسلئے دی ہے کہ تم قواے دماغ کو بری طرح پر کام مین لاے۔ اسنے اسکے جواب مین کہا۔ حضور سچ بالکل سچ فرماتے ہین مگر مین مبارکباد دیتا ہون کہ آپ اور آپکا کل خاندان اس سزا کا ہرگز مستحق ہو ہی نہین سکتا یعنے آپکے لوگون کو دماغ ہی نہین تو سزا کیون ہو۔

صنعت استفہام کسی چیز کا اقرار یا انکار بطور استفہام کرنا۔ مثلاً کیا خدا تعالیٰ کا وعدہ انسان کا وعدہ ہے کہ جھوٹا نکلے کیا خدا سے بڑہکر کوئی اور بھی ہے جو میری مشکل کو آسان کرے۔ معاذ اللہ منہا۔

کلام منظوم

اب ہم کلام منظوم اور اسکے اقسام بیان کرتے ہین۔ نظم کے اقسام بہت ہین اور خاص اس فن مین مبسوط رسایل لوگون نے لکھے ہین مگر جسقدر معلومات کہ نظم کے متعلق ہمنے اس مختصر مقدمہ مین لکھدیا ہے وہ اردو پڑہنے والے مبتدیون کے لئے کافی ہین

شعر اُس موزون کلام کو کہتے ہین جسکے دو مصرعے ہون اور ہر دو مصراع مین قافیہ و ردیف ہو یا مصرعہ ثانی مین ہو۔ یا صرف ردیف ہو قافیہ نہو یا اسکے برعکس۔ جیسے ؎ وہ مسلمانون کو ہر بازی مین سبقت کیا ہوئی ؛ وہ حجازی غیرت اور ملی حمیت کیا ہوئی۔

فرد۔ غزل کے ایک شعر کو کہتے ہین اور بیت بھی اسی کا نام ہے مثلاً ؎ دین و دولت علم و دانش ہم مین کچہ باقی نہین ؛ جتنے پوری کی تھی جو ہمپر وہ نعمت کیا ہوئی۔ ایضاً ؎ چٹھی چپکا کے بھیجے اونہین خط ؛ چھیڑے اکنۂ ایک صورت سے۔

قافیہ وہ ہے کہ ایک مصرع کا اخیر لفظ دوسرے مصرع کے اخیر لفظ کا ہموزن اور ہمصورت ہو۔ جیسے۔ دیدار۔ دیوار۔ اسلام انعام۔ امیر۔ کبیر۔ انسان۔ احسان۔ دولت۔ صولت۔ مکرر۔ مقرر۔

ردیف وہ لفظ ہے کہ قافیہ کے بعد ہر شعر مین مکرر آیا کرے۔ جیسے۔ نعمت بڑہی۔ دولت بڑہی۔ طاقت بڑہی۔ قوت بڑہی۔ اسمین بڑہی ردیف ہے اور اس سے ماقبل کے الفاظ قوافی ہین۔

غزل وہ ہے کہ جسکے پہلے شعر کو مطلع کہتے ہین اور اسمین عشق و محبت فراق و وصال کا مضمون ہوتا ہے۔ اسکے جملہ اشعار قافیہ دار ہوتے ہین۔ غزل کے اشعار ۵ سے کم اور ۱۵ سے زاید نہون۔ غزل مین اول سے آخر تک مضمون واحد نہین ہوتا بلکہ ہر شعر کی شان جداگانہ ہوتی ہے۔ غزلیات اسقدر عام اور عرض بازار ہین کہ خواہ مخواہ اسکو نظیر ہی سے سمجھایا جاوے ورنہ بآسانی سمجھہ مین نہ آسکے ایسی کوئی بات نہین۔ کسی کا دیوان یا کوئی منتخبات دیکھہ لو۔

مطلع۔ غزل کا پہلا۔ دوسرا۔ تیسرا یا چوتھا شعر جسکے ہر دو مصراع مین قافیے موجود ہون۔ پہلے شعر کو مطلع اولی۔ دوم کو مطلع ثانی۔ سوم کو مطلع ثالث۔ چہارم کو مطلع رابع کہینگے۔ **حسن مطلع**۔ مطلع کے بعد کا شعر جسکے مصرع ثانی مین قافیہ ہو۔

بیت الغزل۔ غزل کا وہ شعر جسکا مضمون سب سے عمدہ ہو یعنے چوٹی کا شعر۔ **مقطع** وہ شعر جس مین شاعر کا تخلص ہو۔

حسن مقطع۔ مقطع سے آگے کا شعر۔ **حسن ابتدا**۔ آغاز کلام جو نہایت دلچسپی کے ساتھہ ہو ایسا کہ سامع محو ہو جاوے۔

حسن انتہا۔ ختم کرنا کلام کو بہ این دلچسپی کہ اگر وسط کلام مین پھیکا پن ہوا ہو تو خاتمہ اوسکا تدارک کردے۔

تقطیع لغت مین ٹکڑے ٹکڑے کرنے کو کہتے ہین اور اصطلاح شعرا مین کسی بیت کے اجزا کو کسی بحر کے اجزا کے ساتھہ ہموزن کرنے کو کہتے ہین۔

جاننا چاہئے کہ تقطیع مین صرف حرکت و سکون کا اعتبار ہے جسکو انگریزی آکسنٹ اور میٹر کہتے ہین۔ حروف کی تعداد

ع - ت ۵۳۴۷۹۱۴

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

کتب خانہ

جامعہ [illegible] مجلس انتظامی [illegible]

۱- اراکین مجلس اعلیٰ و مجلس [illegible] ایک [illegible] کتابیں [illegible]

مجالس تعلیمات و نصاب پانچ کتابیں [illegible] ایک ماہ کے لئے اپنے پاس رکھ سکیں گے۔

۲- اساتذہ جامعہ عثمانیہ و کلیہ [illegible] کتابیں ایک ماہ کے لئے اپنے پاس [illegible] اور انٹرمیڈیٹ

اور ارکین دار الترجمہ دس کتابیں [illegible] دو کتابیں بی اے [illegible] جماعتوں سے

۳- طلبائے ایم اے ال ال بی و تحقیقاتی [illegible] رکھ سکیں گے۔

[illegible] تین کتابیں [illegible] ایک ہفتہ [illegible] اپنے پاس [illegible] تو طلبہ سے [illegible]

طلبہ پانچ کتابیں دو ہفتہ [illegible] واپس [illegible]

۴- مدت مقررہ پر کتابیں واپس [illegible] لیا جائیگا۔

ایک پیسہ فی کتاب [illegible] جائیگی [illegible]

۵- بشرط موقع کتاب کا لانا لازم ہے۔

یہ کتب خانہ میں کتاب [illegible]

۶- کتابیں اگر [illegible] خراب ہو جائیں تو [illegible]

۷- کتابوں پر کسی قسم کا نشان یا [illegible]

۸- قلمی نسخے اور حوالے کی کتابیں [illegible] جاری نہ کی جا سکیں گی۔ فقط